شرمسار ہے ۔

ہمارے جیالے مجاہدوں کے شاندار فتوحات اور بے مثال قربانیاں آج کے دور کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اب ہم ایک مستقل اسلامی حکومت کے قیام کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ انشاءاللہ وہ دن اب دور نہیں رہا۔ جب ہمارے ملک کے فلک بوس چوٹیوں پر ہمارے ملک کا اسلامی پرچم لہرائے گا اور ہم افغانستان کی از سرنو آبادی کے لئے مؤثر اقدامات کریں گے۔ البتہ انتقالی دور میں ہمیں بسا مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو بالعموم ایسے حالات میں رونما ہوا کرتے ہیں۔ اگر ہمارے انقلابی زعمآ بروقت اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے متفقہ طور پر اپنے اس مقدس مشن کو آگے نہ بڑھائیں تو خطرناک ناکامیوں کا سامنا بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اسلام اور اسلامی انقلاب کے سبھی مومن اور مخلص افراد کو چاہیئے کہ وہ موجودہ حالات میں افغانستان کی آزادی اور اس کی تعمیر نو کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

ہمارے تاریخ ساز سرفروش مجاہدین کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے مورچوں میں وحدت اور یکجہتی کی فضاء قائم کرتے ہوئے اپنے اسلامی انقلاب کا احترام اور اس کی پاسداری کریں۔

اختلاف سے گریز کریں۔ شرپسند اور تخریب کار عناصر پر کڑی نظر رکھتے ہوئے انہیں اپنی صفوں میں داخل نہ ہونے دیں۔ ایک اسلامی حکومت کی تشکیل اور اس کی از سرنو تعمیر اور ملک میں امن و امان بحال کرنا بھی ایک خاصا اہم اور حساس مسئلہ ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم شہروں قصبوں اور دیہاتوں میں امن و امان بحال کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کریں۔

اس نازک اور حساس موقع پر شرپسند اور تخریب کار اور افواہ پھیلانے والے عناصر ضرور اپنی بساط کے مطابق جھوٹی اور بے بنیاد افواہوں کو پھیلائیں گے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم چوکس ہو کر نہایت ہوشیاری سے دشمن اور اس کے ایجنٹوں کے پروپیگنڈوں کا راستہ روک کر اُن پر کاری ضرب لگائیں۔ اور ایک عزم و ارادے، پاک احساس اور نیک نیتی کے ساتھ اپنے مسائل کا حل تلاش کریں

یقین رکھئے کہ نیک اور مصمم ارادوں اور علمی و سیاسی بصیرت کے سامنے دشمنوں کے سبھی حیلے اور حربے ناکارہ ثابت ہوں گے۔

ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے کہ ہمیں اپنے انقلاب، اپنے شہیدوں، مجاہدوں آنے والی نسلوں، ملک کی تاریخ کے سامنے اور قیامت کے دن جوابدہ ہونا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس مبارک فرمان کو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے ارشاد کیا گیا تھا یاد رکھنا چاہیئے۔ (قال موسیٰ لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض يورث من يشآء من عباده والعاقبة للمتقين. قالوا اوذينا من قبل اَنْ تَاْتِيَنَا وَمن بعد ما جئتنا قال عسىٰ ربكم ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض فينظر كيف تعملون ۔

یاد رکھئے کہ دشمن کو شکست دینے کے بعد ہم اپنے ستم دیدہ اور مظلوم افغانوں کے لئے کیا سوغات اور تحائف ارمغان کے طور پر لائے ہیں

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ

ہمارے جیالے مجاہدین گذشتہ نو سالوں سے مصائب و آلام سے گزر رہے ہیں لیکن نتیجے میں روسیوں کی نام نہاد عظمت کے سحر کو توڑ دیا، اور آج وہ ایک شکست خوردہ کی حیثیت سے دنیا کے سامنے ذلیل اور شرمسار ہے۔ (امیر جمعیت اسلامی افغانستان)

بیرونِ ممالک کے سفر سے واپسی پر
اتحادِ اسلامی مجاہدین افغانستان کے راہنما جناب

پروفیسر برہان الدین ربانی کی اسلام آباد میں پریس کانفرنس

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاضرین کرام عزیز دوستو!

اس کانفرنس میں آپ کی شمولیت، اور کچھ اُن واقعات سے آگاہی اور سننے کے لئے جو اس مہینے کے اواخر میں سرزمین طائف پر اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے وفد کی روسی حکام سے مذاکرات کے دوران رونما ہو چکے ہیں۔ یہاں آنے کی زحمت کش پر میں آپ سب کا شکر گزار ہوں۔ طائف مذاکرات کے دوران اور اس کے بعد۔ سیاسی، فوجی اور دیگر شعبوں میں جو حالات اور مسائل سامنے آئے ہیں اس کے بارے میں ہم اختصار کے ساتھ گفتگو کریں گے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ روس اس کے باوجود کہ افغانستان سے متعلق واقعات اور حقائق تسلیم کرنے کے لئے حاضر نہ تھا۔ لیکن بالآخر وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ افغانستان سے متعلق واقعات اور حقائق سے آنکھیں بند کرنا حقیقت کو ٹھکرانے کے مترادف ہے یہی وجہ تھی کہ وہ مجاہدین سے براہ راست بات کے ہمارے موقف کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوا اور یہ اعتراف کیا کہ حقیقتاً افغانستان میں افغان مجاہدین عوام کا واحد فریق ہے۔ جس کے ساتھ براہ راست افغان مسئلہ پر مذاکرات ہونے چاہییں۔ اسی بناء پر روسی حکام نے مجاہدین سے بار بار براہ راست مذاکرات کرنے کی خواہش ظاہر کی اس کے ساتھ ساتھ ان کا تقاضا تھا کہ یہ مذاکرات دونوں فریقوں کے درمیان خفیہ طور پر ہو جائے۔ لیکن خفیہ مذاکرات کو مجاہدین نے مسترد کیا اور کہا کہ اگر روسی حکام مجاہدین سے مذاکرات کرنا چاہتے ہوں اور اپنے

> افغانستان میں جنگ کی دو وجوہات ہیں۔ایک روسی فوجوں کی موجودگی اور دوسری افغانستان میں کٹھ پتلی حکومت کا قیام جس کی بقا اور سلامتی کے لیے دو لاکھ روسی افواج افغانستان پر حملہ آور ہوئیں جو بے گناہ افغانوں کے قتلِ عام کا سبب بنی اور اس خطے کے امن کو خطرے میں ڈالا اور اس دردناک اور المناک واقعات کے یہی دو عوامل ہیں۔
>
> (پروفیسر ربانی)

مطالبات اور تجاویز مجاہدین کو پیش کرنے کے خواہاں ہوں۔ تو انہیں کھلے طور پر مجاہدین سے مذاکرات کرنے ہونگے جسے آخرکار روسی حکام کو ماننا پڑا مذاکرات کی جگہ اور مقام کے بارے میں روسی حکام کی خواہش یہ تھی کہ مذاکرات اطریش میں ہوں۔ لیکن مجاہد اتحاد نے اس تجویز کو بھی مسترد کر دیا اور بالآخر دونوں فریقوں کے درمیان براہِ راست بات چیت کے لئے سعودی عرب کو انتخاب کیا گیا۔ مذاکرات طائف میں روسی حکام نے چونکہ بات چیت کے لئے کوئی ایجنڈا تیار نہیں کیا تھا اس لئے اس دور میں عام بات چیت کا آغاز ہوا روسی حکام کی طرف سے دو مطالبے پیش کئے گئے۔ پہلا مطالبہ تقسیم اقتدار کا تھا۔ مقصد یہ تھا۔ کہ روس کے ایجنٹوں کو افغانستان کی آئندہ حکومت میں شامل کیا جائے۔ لیکن مجاہدین نے روسی حکام کے اس مطالبے کو مسترد کیا

ہم نے وارنستوف پر واضح کیا کہ اس قسم کے پرانے مطالبوں پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ البتہ اگر کوئی نئی تجویز یا مطالبہ ہو۔ تو آپ پیش کریں تاکہ اس پر بات چیت ہو جائے۔

ہم کسی بھی صورت میں افغان کمیونسٹوں کو حکومت میں شامل نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے بچوں، بوڑھوں، حتیٰ کہ خواتین تک کو تہہ تیغ کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو مادرِ وطن سے غداری کے مرتکب ہوئے ہیں افغان مجاہدین اپنی ہی قوم کے قاتلوں اور ملک کے غداروں کو کسی بھی صورت میں اپنے ساتھ اقتدار میں شریک نہیں کریں گے۔۔

ان مذاکرات میں دوسرا نکتہ افغانستان میں جنگ بندی کے متعلق تھا۔ لیکن روسی حکام نے افغان کمیونسٹوں کو اقتدار میں شامل کرنے پر جو اصرار کیا۔ اُتنا اپنے دوسرے مطالبے پر نہیں کیا۔

اس طرح مجاہدین نے بھی روسی حکام کو اپنے مؤقف سے آگاہ کیا اور کہا کہ ہم اپنے ہی ملک میں جنگ و جدل اور خون خرابے سے خوش نہیں ہیں۔ بلکہ صدقِ دل سے افغانستان میں صلح اور امن چاہتے ہیں۔ خون ہمارا بہہ رہا ہے۔ گھر ہمارا تباہ ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے درحقیقت امن کے آپ نہیں بلکہ ہم خواہاں ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ امن اور صلح جو دائمی اور منصفانہ نہ ہو یا سیاسی دباؤ سے اگر کوئی اپنے مقاصد کی تکمیل ہم پر ٹھونسنا چاہتا ہو یا اپنے ایجنٹوں کی تحفظ کی خاطر جن کے ہاتھ ۱۵ لاکھ افغانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں اور جن کے مظالم سے پچاس لاکھ افغان ہجرت کی کلفتوں اور مصیبتوں سے دوچار ہیں اور جن کے ہاتھوں سے وطن عزیز ۷۰ فیصد آبادی کھنڈرات میں بدل چکی ہے۔ تو ایسی جنگ بندی اور امن کے لئے نہ پہلے ہم تیار تھے نہ اب تیار ہیں اور نہ آئندہ تیار ہوں گے۔

ہم نے انہیں بتایا کہ اگر حقیقتاً وہ افغانستان میں امن کے خواہشمند ہوں تو اپنے ایجنٹوں کی اقتدار میں شمولیت کی بات چھوڑ دیں۔ اور بات کو آگے بڑھائیں۔ افغانستان میں جنگ کے دو وجوہات ہیں۔ ایک روسی فوجوں کی موجودگی اور دوسری افغانستان میں کٹھ پتلی حکومت کا قیام جس کی بقا اور سلامتی کے لئے دو لاکھ روسی افواج افغانستان پر حملہ آور ہوئیں۔ جو بے گناہ افغانوں کے قتل عام کا سبب بنی اور اس خطے کے امن کو خطرے میں ڈالا اور اس خطے کے امن کو خطرے میں ڈالا اور

ہم نے طالقان وفد کے مذاکرات کے دوران روسی وفد سے کہا کہ اگر روسی حقیقتاً افغانستان میں امن کے خواہشمند ہوں تو اپنے ایجنٹوں کی اقتدار میں شمولیت کی بات چھوڑ دیں۔ (امیر جمعیت اسلامی افغانستان)

اس دردناک اور المناک واقعات کے یہی دو عوامل تھے۔ آپ ایک طرف تو امن کی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف جنگ کی آگ کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں اور افغانستان اور علاقائی امن کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ اور اب امن کے نام سے ایک بار پھر ہماری قوم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ جو کسی بھی صورت میں صحیح نہیں۔ جو نہ تو ہمارے لئے قابل قبول ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی صلح دوست انسان کے لئے قابل قبول ہوگا۔ ہم نے روسی وفد کے سربراہ وارنسٹوف پر واضح کیا کہ یہ طرز عمل ہمارے داخلی معاملات میں براہ راست مداخلت کا مترادف ہوگا کیونکہ افغانستان کی آئندہ حکومت کا تعین تمہارا کام نہیں۔ بلکہ افغان عوام کا مسلمہ حق ہے کہ وہ اپنے خواہشات کے مطابق مکمل آزادی کے ساتھ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کریں۔ اس لئے مجاہدین نے روسیوں کے نکتۂ اول کو جو ایک غیر معقول اور غیر منطقی تھا۔ مسترد کر دیا۔

جنگ بندی کے بارے میں مجاہدین نے روسی وفد کو اپنے موقف سے آگاہ کیا اور کہا کہ موجودہ صورت حال میں جنگ بندی کسی عملی مفہوم کا حامل نہیں۔ کیونکہ موجودہ صورت حال کے پیش نظر وہ عمل جو صلح اور جنگ بندی کا ضامن بن سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اول روسی افواج بلا قید و شرط افغانستان سے نکل جائیں اور دوم یہ کہ کابل میں روسی کٹھ پتلی حکومت کو ختم کر دیا جائے کیونکہ یہی وہ دو عوامل ہیں جو جنگ کے باعث بنے ہوئے ہیں۔ مجاہدین نے بھی روسی افواج کے خروج کے وقت جنگ بندی سے متعلق ایک تجویز جو کئی نقطوں پر مشتمل تھی روسی حکام کو پیش کی۔

مجاہدین نے روسیوں سے کہا کہ اگر وہ واقعتاً امن و صلح کا خواہاں ہوں۔ تو انہیں چاہیئے کہ فوجی لحاظ سے درج ذیل مطالبات کو تسلیم کرے۔

اول: روس اپنی فوجیوں کو ۱۵ فروری تک جس کا وہ باضابطہ طور پر اعلان کر چکا ہے۔ بغیر کسی عذر و حیلے کے افغانستان سے نکال لے۔ اگر واقعاً وہ صلح چاہتا ہے۔ تو اپنی فوجوں کو جتنی جلدی ہو افغانستان سے واپس بلا لے۔

۲۔ اپنے حملوں کو افغان عوام کے گھروں اور آبادیوں پر فوری طور پر بند کر دے۔

۳۔ کابل انتظامیہ کو مزید فوجی سازو سامان اور اس کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۴۔ جنگ کے دوران افغان عوام کو جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کی جائے

۵۔ روسی حکام کو دو ٹوک الفاظ میں بتا دیا گیا کہ حال ہی میں انہوں نے جو سکڈ میزائل اور مگ ۲۷ لڑاکا جہاز افغان انتظامیہ کو دیئے ہیں انہیں فوری طور پر افغانستان سے واپس لے جائیں ورنہ یہ ہتھیار بھی غنیمت کے طور پر مجاہدین چھین لیں گے۔

۶۔ روس اس بات کی گارنٹی دے کہ وہ افغانستان پر دوبارہ فوجی حملہ نہیں کرے گا۔

سیاسی میدان میں ان سے کہا گیا کہ افغان مجاہدین جو بھی حکومت اپنی مرضی کے مطابق تشکیل دیں۔ روس اسے سرکاری طور پر تسلیم کر لے اور اقتدار کی

موجودہ صورتحال میں جنگ بندی کسی عملی مفہوم کا حامل نہیں کیونکہ موجودہ صورت حال کے پیش نظر وہ عمل جو صلح اور جنگ بندی کا ضامن بن سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اول روسی افواج بلا قید و شرط افغانستان سے نکل جائیں اور دوم یہ کہ کابل میں روسی کٹھ پتلی حکومت کو ختم کر دیا جائے۔
"پروفیسر برہان الدین ربانی"

تقسیم کے مسئلے کو ترک کر دیں. مقصد یہ کہ وہ اصرار نہ کریں کہ موجودہ کابل انتظامیہ کو آئندہ حکومت میں شامل کیا جائے. افغانستان کی سالمیت اور اس کے عدم انسلاک اور استقلال کی ضمانت دی جائے اور آئندہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے.

۷۔ روسی حکام سے کہا گیا کہ ماضی میں ہمارے افغان بھائیوں کو جنہیں اسیروں کی صورت میں یا اغوا کر کے روس لے جایا گیا ہے یا کابل کی جیلوں میں اسیر ہیں انہیں فوری طور پر آزاد کیا جائے. اگر روس واقعتاً صلح کا خواہاں ہے. اور اپنی فوجوں کو اپنے وعدوں کے مطابق افغانستان سے نکالنے پر آمادہ ہے. تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ روسی فوجوں کے انخلا کے وقت اُن پر کوئی حملہ نہیں کیا جائے گا. بشرطیکہ انخلا کے موقع پر وہ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جس سے افغان مجاہدین کے جذبات بھڑک اٹھیں. افغانستان ہوائی میدانوں سے وطن واپس جانے والے جہازوں کے بارے میں پیشگی اطلاع مجاہدین کو فراہم کی جائے تاکہ مجاہدین کے لئے کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے.

افغان مجاہدین ایک پائیدار صلح کے قیام کے لئے آئندہ مذاکرات کو جاری رکھنے کے حق میں ہیں. لیکن آئندہ مذاکرات کے وقت اور جگہ کا تعین خود مجاہدین کرینگے

۸۔ میں آپ کی توجہ اُن دو اہم مطالبات کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں جو ہمارے مذاکرات کے دوران یا اس کے بعد روسیوں کی جانب سے سیاسی فوجی اور تبلیغاتی میدان میں رونما ہوتے ہیں. روس اس حساس شرائط میں ایک طرف تو صلح کے نام پر مذاکرات کے سلسلے کو جاری رکھنے کا مطالبہ کر رہا ہے اور جگہ جگہ صلح و امن کے قیام کا اظہار کر رہا ہے. لیکن ہم اکثر دیکھ چکے ہیں کہ یہ دعوے بھی ان کی نیک نیتی پر مبنی نہیں ہیں. روس ہرگز نہیں چاہتا کہ افغانستان میں پائیدار امن قائم ہو. ابھی مذاکرات کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ افغانستان کے مختلف علاقوں میں روسیوں نے وحشیانہ بمباری کا سلسلہ مزید تیز کر دیا.

چنانچہ افغانستان کے شمالی صوبے بدخشان میں روزانہ تین سے چھ مرتبہ روسی لڑاکا جہازوں نے سرحد پار سے پرواز کر کے بدخشان کے مختلف مسکونی علاقوں پر بمباری کی اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے. ہم اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ اس کے بجائے کہ وہ اپنی فوجیوں کو تورغنڈی یا شمالی راستوں سے روس بلوائیں اس کی پانچ ہزار تازہ دم روسی فوج فراہ رود پہنچ چکی ہیں. اور "گرشک" کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے، چنانچہ مجاہدین نے ان تازہ دم فوجیوں کا راستہ روک لیا ہے. انہیں بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا. جیسا کہ دیکھنے میں آیا ہے روس افغانستان میں کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کو جدید ہتھیاروں سے لیس کر رہا ہے. البتہ ان کی یہ کارروائی بہت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے.

ہمارے مذاکرات کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ روسی وزارت خارجہ کی طرف سے خبر دی گئی کہ روس ایک بین الاقوامی کانفرنس بلانے کا خواہاں ہے اور صدر گورباچوف نے بھی اس ضمن میں اپنے چند مطالبات کا ذکر کیا. میں نے مذاکرات کے دوران روسی وفد کے سربراہ سے کہا کہ تم کس حیثیت سے یہ نمائندگی کر رہے ہو اگر آپ اپنے وفد کے با صلاحیت سربراہ ہیں تو وزارت خارجہ کے دوسرے ذمہ داروں کو کیا حق ہے کہ وہ بین الاقوامی کانفرنس بلانے کا مطالبہ کرے جبکہ آپ کی اپنی رائے کے مطابق براہ راست مذاکرات ہی اس مسئلے کو حل کرنے میں ممد و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں. بین الاقوامی کانفرنس بلانے سے یہ مقصد لیا جا سکتا ہے کہ ہمارے ان مذاکرات کو سبوتاژ کیا جائے یا پھر اس مسئلے کو طاق نسیاں میں رکھا جائے. بہرحال یہ سیاسی حربے اور گورباچوف کے بیانات اس امر کی عکاسی کرتی ہے کہ وہ ایک طرف تو صلح کی تو بات کرتے ہیں مگر پھر بھی نہیں چاہتے کہ صلح قائم ہو بلکہ جنگ کا دامن وسیع تر ہو جائے.

۲۷ دسمبر

سید عبداللہ

افغانوں کی فتح اور کمیونسٹوں کا یوم شکست

۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کا دن ایک لحاظ سے تو وہ پُر آشوب دن ہے۔ جو بظاہر نہ صرف افغان عوام کی تباہی بربادی، مصائب اور کلفتوں کا باعث بنا بلکہ متواتر نو سال تک وہ افغانوں کو آگ اور خون کے دریاؤں میں نہلا جھلسا کر رکھ دیا بچوں، بوڑھوں اور خواتین کو ہجرت کی زحمتوں سے دوچار کیا اور دشتِ سوزان میں بھوک، پیاس، طرح طرح کی بیماریوں اور موسموں کی ستم ظریفیوں کا تختۂ مشق بنا دیا۔

مایوسیوں اور بیچارگی میں در در کی ٹھوکریں کھائیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کا قافلہ منزل آزادی کی طرف دشمن سے جہاد کی شکل میں رواں دواں ہے۔

لیکن دوسری طرف یہ دن افغانوں کی ہمت، جوانمردی اور بہادری کی ایک ایسی آزمائش ثابت ہوئی۔ جس سے نہ صرف افغانوں کی تاریخی روایات اور میدان جنگ میں دشمن کے خلاف ان کے کردار کی تجدید ہوئی۔ بلکہ اس ضمن میں اپنے ساکھ کی برقراری کے ساتھ ساتھ اپنی تاریخی عظمتوں میں ایسے شاندار کارناموں سے اضافہ کیا کہ اقوام عالم کی گذشتہ تاریخوں میں سب پر گوئے سبقت لے گئے۔

جینے اور بسنے کا انسانی حقوق ان آزمائشوں کی وجہ سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آزمائش اور ابتلاء ایک دینی اور اعتقادی مسئلہ ہے جبکہ دنیا میں ہر انسان کا یہ حق ہے کہ وہ دوسرے کے ظلم و زیادتی حملہ اور تجاوز سے مصئون و محفوظ رہے اور آزاد زندگی بسر کرنے کا مستحق ہے اس لئے اس کا یہ حق بھی بنتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے ظالم اور غاصب طاقت کے خلاف حق کا نعرہ بلند کر کے عملی جدوجہد کرے۔ اسی بناء پر ملت افاغنہ نے کفر و الحاد اور غاصب سامراجی طاقت کے خلاف جس تاریخ ساز اور کامیاب جدوجہد آزادی کا آغاز کیا اس کا دسواں سال شروع ہو چکا ہے۔

۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء میں توسیع پسند حقوق بشریت کا غاصب سرخ سامراجی طاقت نے افغان مسلمان اور جیالے عوام کو اپنا مکمل غلام بنانے اور اس خطے

میں رہنے والے غیور جری، حریت پسند اور کفر شکن مسلمانوں کے اسلامی تشخص کے خاتمہ کے لئے تمام بین الاقوامی اصول و ضوابط اور پڑوسی احترام باہمی کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے ایک چھوٹے ہمسایہ اور دوست ملک افغانستان پر براہ راست حملہ کیا۔ روسیوں کی اس ننگی جارحیت اور براہِ راست فوجی مداخلت کے لئے کوئی دلیل نہ تھی۔ افغان ملت نے مجبوراً روسی جارحیت اور لادینی کمیونسٹ نظام کے خلاف قیام کر کے مسلح جہاد کا آغاز کیا چنانچہ افغان مجاہد قوم کی یہ طویل جدو جہد کی داستانِ جہاد تابناک کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ اور اب ہماری مسلسل جدو جہد کی وجہ سے طویل اندھیری رات کی تاریکیاں چھٹنے والی ہیں اور آفتاب آزادی طلوع ہونے والا ہے۔

روسی درندوں نے افغانستان میں جس ظلم، بربریت اور وحشت کا مظاہرہ کیا۔ وہ دنیا والوں پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اور اس کی مثال شاید انسانی تاریخ میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔ درندہ صفت، وحشی اور انسان دشمن روسی سامراج نے بغیر کسی اشتعال کے ہمارے چھوٹے، مسلمان، آزاد اور غیر جانبدار ملک افغانستان پر لشکر کشی کر کے ہمارے نہتے اور خالی ہاتھ عوام کا بے دریغ قتلِ عام کیا۔ ان کے مکانات کو ویران کر دیا اور جدید اسلحہ سے لیس ایک لاکھ بیس ہزار سرخ سامراجی افواج رات ہی رات میں دریائے آمو کو عبور کر کے افغانستان میں گھس آئیں۔ بین الاقوامی اصولوں کی توہین کرتے ہوئے افغانستان کے پُر امن، صلح دوست بے گناہ اور نہتے باشندوں پر بے تحاشا ظلم و تشدد کیا۔ بہت سے مرد، عورت، بوڑھے اور بچے نہایت بے دردی سے تہہ تیغ کر دیئے گئے۔ مکانات کو منہدم اور فضائی بمباری کے ذریعہ اکثر دیہات ملیامیٹ کر دیئے گئے۔ بعض مقامات پر ایسا بھی ہوا کہ سینکڑوں بے گناہ شہریوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اُن پر بیک وقت کلاشنکوف چلا کر شہید کر دیئے گئے اور قتل کے بعد انہیں ایک گڑھے میں پھینک کر بذریعہ بلڈوزر زیر خاک کر دیئے گئے۔ ایسے لوگوں کی تعداد بھی کم نہیں جو زندہ درگور کر دیئے گئے ہیں۔ اس طویل مدت کے دوران انہوں نے ہر قسم کے ظلم و وحشت کا مظاہرہ کیا۔ زہریلے اسلحہ سے لے کر آتشیں اسلحہ تک استعمال کیا۔ اور بے گناہ شہریوں پر وحشیانہ بمباری کی۔ ان کی زرعی زمینوں اور کھڑی فصلوں کو تباہ کر دیا اور ہزاروں کی تعداد میں جوانوں کو پا بہ زندان کیا۔

اس دوران پندرہ لاکھ افغانوں کو محض مسلمان ہونے کے جرم میں شہید کر دیئے گئے اور پچاس لاکھ سے زائد اپنے گھر بار چھوڑ کر اپنے ہمسایہ اسلامی ملکوں اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اسلامی جمہوریۂ ایران اور دیگر ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن ہمارے جیالے، غیور اور مجاہد عوام نے ہمت نہیں ہاری۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر بھروسہ کر کے دشمنوں کے خلاف ڈٹے رہے اور ان کے خلاف اپنے اسلامی جہاد کو جاری رکھا۔

جب روسیوں نے افغانستان پر حملہ کیا تو اُن کا خیال تھا کہ وہ

چند دنوں بلکہ گھنٹوں میں پورے افغانستان پر قبضہ جما دیں گے اور اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کریں گے۔ لیکن وہ نہ تنہا یہ کہ اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے بلکہ شکست فاش کھا کر ساری دنیا میں ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں۔ اب وہ جان گئے ہیں کہ افغانستان کی اسلامی سرزمین، جارح، متجاوز اور حملہ آوروں کی مقتل گاہ ہے۔"

روسیوں کو جب میدانِ جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں معلوم ہوا کہ افغان مجاہدین کو میدان کارزار میں شکست دینا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن بھی ہے۔ تو انہوں نے سیاسی چالوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سیاسی میدان میں زور آزمائی شروع کی، چنانچہ یکطرفہ جنگ بندی، قومی مصالحت، مخلوط حکومت اور جنیوا معاہدہ وغیرہ اسی قسم کی شاطرانہ چالوں کی مختلف کڑیاں ہیں انہوں نے اس طرح کے دیگر بے شمار ہتھکنڈے استعمال کئے۔ لیکن ہمارے مجاہدین نے اسے بروقت جان کر مسترد کر دیئے۔ جب دشمن کی یہ چالیں بھی کارگر ثابت نہ ہوئیں۔ تو وہ بالآخر انہی مجاہدین سے جو جنگ آزادی کی ابتدا میں اشرار اور ڈاکو جیسے ناموں سے یاد کیا کرتے تھے۔ اب ان سے براہ راست مذاکرات پر مجبور ہو گئے۔ اور انہیں روٹھے ہوئے بھائی کے نام سے پکارتے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں روسیوں کے گفتار اور وعدوں پر یقین نہیں کیونکہ روس ایک جھوٹی، فریب کار اور وعدہ خلاف طاقت ہے۔ اس نے کبھی اپنے کئے ہوئے وعدوں کا خیال نہیں رکھا ہے۔ اور وہ اس تاک میں بیٹھے ہیں کہ کسی نہ کسی بہانے سے اپنی فوجی طاقت سے پٹھو کابل انتظامیہ کو استحکام بخشے روس ایک طرف تو افغانستان سے اپنی فوج واپس بلانے کی آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ دوسری طرف اپنی ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے مجاہدین کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کے درپے ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پرانے شکست خوردہ چالیں بھی دوبارہ بروئے کار لاتے ہوئے۔ ایک بار پھر مجاہدین کی یکجہتی اور یگانگت کا آزمائش کر رہے ہیں، چنانچہ اس اواخر میں ایک بار پھر کابل کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے نئے سال کی مناسبت سے یکطرفہ جنگ بندی کا اعلان کیا گیا اور روسی قیادت نے اس کی حمایت کی اور ساتھ ہی ڈاکٹر نجیب نے یہ دھمکی بھی دی کہ اگر چار دن تک مجاہدین نے اس اعلان کا مثبت جواب نہ دیا تو ان کے خلاف فیصلہ کن کارروائی کی جائے گی۔

یہ اور اس طرح کے سینکڑوں دیگر شیطانی منصوبے وہ حربے ہیں جو روس اور ان کے پس خوردہ ایجنٹوں کی طرف سے ان پر عمل ہو رہا ہے لیکن ہمارے جیالے اور غیور مجاہدین و مہاجرین نے اپنے مجاہد راہنماؤں کی قیادت میں یہ پختہ عزم کر رکھا ہے کہ جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی سپاہی موجود ہو اور جب تک افغان عوام کے قاتل اور وطن دشمن عناصر یعنی خلق و پرچم یا دیگر لادین عناصر افغانستان کی کرسی اقتدار پر قابض ہو اس وقت تک ہمارا

جہاد جاری رہے گا۔

جب تک ہمارا ایک مجاہد بھی موجود ہو اپنا جہاد کو جاری رکھے گا۔ ہم نے جس مقاصد کے لئے مسلح جدو جہد کا آغاز کیا ہے۔ اور جس مقصد کے حصول کی خاطر ہمارے مجاہد عوام نے پندرہ لاکھ شہیدوں کے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ پچاس لاکھ سے زائد مادر وطن سے دور مصائب و آلام سے بھری ہوئی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں پیر و جوان، مرد و عورت بوڑھے اور بچے اپنے قیمتی اعضا سے محروم کر دیئے گئے ہیں وہ مقصد حاصل کرنے کے بغیر دم نہیں لیں گے۔

ہمارے مقاصد واضح اور روشن ہیں اور وہ یہ ہیں کہ افغانستان میں افغان مجاہدین ہی کے ہاتھوں اسلامی حکومت قائم ہو۔ کیونکہ افغان مجاہدین ہی افغان عوام کے حقیقی نمائندے اور افغانستان کے مستقبل کے تعین کا حقدار ہیں۔

جہاں تک روسی خواہش کے مطابق مخلوط اور وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل کا تعلق ہے۔ تو ہمارے مجاہد رہنما جمعیت اسلامی افغانستان کے رہبر اور اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے چیئرمین پروفیسر برہان الدین ربانی نے طائف مذاکرات کے دوران روسی وفد کو دو ٹوک اور واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ ہم اپنے عوام کے قاتل اور غداروں کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنے اور مخلوط حکومت تشکیل دینے پر ہرگز تیار نہیں اور مذاکرات میں ایسی بات پر بحث کرنا محض ضیاع وقت ہوگا

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روس اب بھی موجودہ کابل کٹھ پتلی حکومت کو دوام دینا چاہتا ہے، لیکن ہمارا فیصلہ اٹل ہے اور ہم کبھی بھی اپنے اصولی موقف سے دستبردار نہیں ہوں گے

ہم روسیوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ انہیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ ہماری زندگی اور بقا جہاد ہی میں مضمر ہے۔ اگر پندرہ لاکھ افغانوں نے جان کی قربانی دے کر سرزمین افغانستان کو اپنے خون پاک سے سیراب کیا تو ان کے ہر قطرہ خون نے ایک اور مجاہد کو جنم دیا ہے اور اب ہمارے بچے بھی مجاہد بن کر دشمن سے مقابلے کے قابل ہو چکے ہیں اور شہیدوں کی خلا کو پُر کیا ہے۔

ہمارے بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کے جہادی مورال پہلے سے کہیں زیادہ قوی ہے اور دن بہ دن قوی سے قوی تر ہوتا جا رہا ہے۔

روسیوں کو جان لینا چاہیئے کہ اب افغانستان کے مجاہدین ترکستان، بخارا اور سمرقند کی طرح اکیلے اور اسلامی دنیا سے دور نہیں بلکہ ساری امتِ مسلمہ کی ہمدردی، امداد اور تعاون اور آزاد حریت پسند دنیا کی سیاسی اور اخلاقی امداد بھی مجاہدین افغانستان کے ساتھ ہے۔ اسی بناء پر اگر روس علاقائی امن و سلامتی خلوص نیت سے چاہتا ہے اور افغان قوم کا مزید دشمنی مول لینا نہیں چاہتا تو انہیں چاہیئے کہ وہ کابل کٹھ پتلی حکومت کا مزید ساتھ چھوڑ دے اور افغانستان سے اپنی فوجیں بلا قید و شرط جنیوا معاہدے کے شیڈول کے مطابق ۱۵ فروری سے پہلے پہلے نکال لے۔ کیونکہ افغان مجاہدین سے ٹکر لینے کی صورت میں علاقائی امن و سلامتی ممکن نہیں۔

بقولِ علامہ اقبال رح

آسیا یک پیکر آب و گل است
ملت افغاں در آں پیکر دل است
از فساد او فساد آسیا
از کشاد او کشاد آسیا

افغانستان سے روسی فوجیوں کے انخلاء کے بعد وہاں مستقل غیر جانب دار اور ایک اسلامی حکومت قائم ہوگی اور کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ افغانستان میں اپنے فوجی اڈے قائم کرے یا افغانستان کو اپنی سیاست کا اکھاڑہ بنائے۔

استاد ربانی" امیر جمعیت اسلامی افغانستان

محترمی ومکرمی ______________ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

برادر اسلامی ملک افغانستان پر ظالم و غاصب روسی فوج کے قبضہ کو ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ۹ سال مکمل ہوجائیں گے۔ ان ۹ سالوں میں روسی فوج نے جس طرح افغانستان کے نہتے عوام پر مظالم ڈھائے ہیں تاریخ اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔ اسلام کی بیخ کنی اور افغانوں کے جذبہ آزادی کو کچلنے کیلئے روس ایٹم بم کے سوا ہر جدید ہتھیار استعمال کرچکا اور تشدد کا ہر طریقہ آزما چکا ہے، اس ظلم و تشدد اور بارود و فولاد کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر افغانوں نے اپنے آپ کو ایک بہادر اور ناقابل تسخیر قوم کے طور پر منوالیا ہے قوموں کے حق خود ارادیت کی خاطر افغانوں کی ایک سپر طاقت کے خلاف اس عظیم جدوجہد اور بیش بہا قربانیوں نے دنیا کی سب کمزور قوموں کو نیا حوصلہ، نیا ولولہ، جذبہ آزادی اور نئی امنگ عطا کی ہے اور آج روس کے اندر بھی محکوم قومیں اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔

جناب! اپریل ۱۹۷۸ء کو فوجی بغاوت کے ذریعہ لائے جانیوالے "انقلاب ثور" اور دسمبر ۱۹۷۹ء کو روسی فوج کی افغانستان میں آمد کا مقصد صرف افغانستان پر تسلط حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان پر سیاسی اور معاشی غلبہ بھی حاصل کرنا تھا لیکن افغان مجاہدین نے اپنی قربانیوں سے پاکستان کیخلاف دشمنوں کے عزائم ناکام بنادیئے۔ اور سات دن میں افغانستان کو فتح کرنے کا خواب دیکھنے والے روسی حکمران افغانستان میں تیرہ ہزار تباہ شدہ ٹینکوں و بکتر بند گاڑیوں، اٹھارہ سو سے زیادہ تباہ شدہ طیاروں وہیلی کاپٹروں اور تیس ہزار سے زیادہ روسی لاشوں کے ساتھ دنیائے عالم کے سامنے نشان شکست بن گئے۔

جناب! پاکستانی عوام اور سابقہ حکومت نے روسی دھمکیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جرأت وپامردی کے ساتھ افغان حریت پسندوں کا ساتھ دے کر پوری دنیا میں پاکستان کا وقار بلند کردیا۔ سابقہ حکومت کی اندرون ملک پالیسیوں سے تو اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اسکی بنائی ہوئی افغان پالیسی کو پہلے بھی پاکستانی قوم کی حمایت حاصل تھی اور آج بھی پوری پاکستانی قوم اس پالیسی کے درست ہونے کا اقرار کرتی ہے اور اس کا مظاہرہ انتخابات کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی اور اسلامی جمہوری اتحاد کے رہنماؤں کے بیانات سے ہورہا ہے جن میں انہوں نے سابقہ افغان پالیسی کو جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔

جناب! روس نے پاکستان میں انتخابات کے نتائج سے کچھ توقعات وابستہ کررکھی تھیں اور غالباً اسی بنیاد پر فوجوں کی واپسی معطل کردی گئی ہے اور جدید ترین طیارے اور میزائل کابل کی کٹھ پتلی حکومت کو فراہم کئے جارہے ہیں۔ یہ حالات ہم سب پاکستانیوں کیلئے ایک آزمائش ہیں کہ ان حالات میں اہل پاکستان کس جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ہمیں توقع ہے کہ ایک جمہوری حکومت فوجی حکومت کے مقابلہ میں زیادہ جرأت مندانہ پالیسی اختیار کرے گی۔

جناب! کچھ غیر اسلامی طاقتیں جن میں بھارت، روس اور امریکہ وغیرہ شامل ہیں، مجاہدین کی اسلام کے نام پر جہاد کے ذریعہ حاصل ہونیوالی کامیابیوں کو سبوتاژ کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں۔ جمہوریت کے یہ علمبردار کبھی اسلام، پاکستان، جمہوریت کے دشمن اور پختونستان کے خالق ظاہر شاہ کی بادشاہت کو واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی نام نہاد لوئی جرگہ کے ذریعے اپنے ایجنٹوں کو کابل پر بٹھانے کیلئے سازشیں تیار کرتے ہیں اور کبھی بھارت کے ذریعہ دھمکیاں دلاتے ہیں کہ انہیں کابل پر اسلام اور پاکستان دوست مجاہدین کی حکومت قبول نہیں۔

جناب! افغان مجاہدین کا یہ جمہوری حق ہے کہ وہ اپنے ملک میں اپنی پسند کی حکومت اور اپنی مرضی کا نظام نافذ کریں اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان پر وہ اپنے نظریات مسلط کرنے کی کوشش کرے۔

آئیے ہم پاکستانی بھی جدوجہد آزادیٔ افغانستان کے دسویں سال کے آغاز پر افغان مجاہدین کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے ایک دفعہ پھر اس بات کا عہد اور اعلان کریں کہ ہم مجاہدین کے ساتھ ہیں اور اس وقت تک ان کا ساتھ دیتے رہیں گے جب تک کابل میں ایک آزاد، اسلامی اور پاکستان دوست حکومت قائم نہیں ہوجاتی کیونکہ افغان مجاہدین افغانستان کی آزادی سے زیادہ دفاع پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ پاکستانی عوام نے افغانستان کی آزادی کیلئے ۹ سال تک قربانیاں دی ہیں اور افغان پالیسی میں معمولی سی تبدیلی ان ۹ سال کی قربانیوں کو ضائع کرسکتی ہے اور پھر مسلمان ہونے کے ناطے قرآن مجید کا یہ حکم بھی ہم سب کے سامنے رہنا چاہیئے۔

" اور مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو ظالموں کے تشدد سے عاجز آکر فریاد کررہے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہم کو اس بستی سے نکال لے کہ یہاں کے لوگ ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار کھڑا کردے"۔

آپ کا مخلص

ملک احمد سرور

صدر پاک افغان مجاہدین فرینڈشپ ایسوسی ایشن پاکستان

ماہنامہ

مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

"ہمارے ملک کی فلک بوس چوٹیوں پر ہمارے ملک کا اسلامی پرچم لہرائے گا اور ہم افغانستان کی ازسرِنو آبادی کے لیے مؤثر اقدامات کریں گے۔"

——— پروفیسر برہان الدین "ربانی" ———

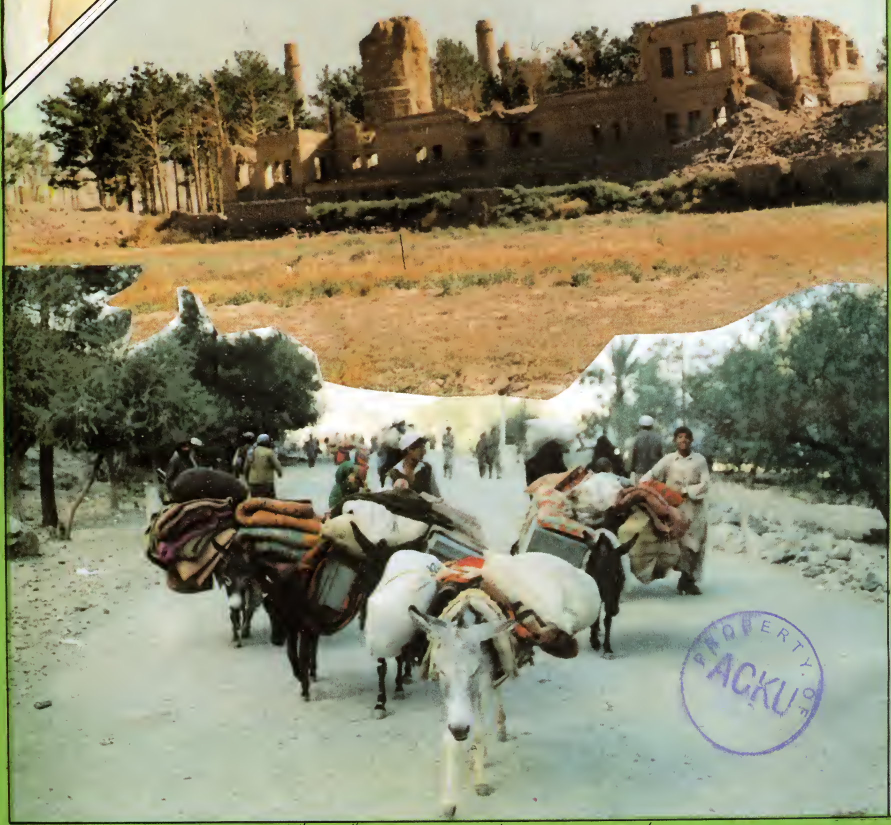

PROPERTY OF ACKU

روسی درندوں کی وحشت اور بربریت کی وجہ سے ہمارے افغان بیگناہ عوام بھی ہجرت کرنے پر مجبور ہیں

تحریر: عبدالحمید "ہمدرد"

میرا خمیر میرے وطن کی مٹی ہے

یہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۴ء کی بات ہے کہ جب مجھے پہلی بار ایک نجی کام کے سلسلے میں کوئٹہ جانے کا اتفاق ہوا گاڑی چار بجے سہ پہر کوئٹہ شہر کے جنرل بس سٹینڈ پر پہنچی اس وقت موسم کا موڈ کچھ زیادہ خراب تھا. شہر سخت سردی کی لپیٹ میں تھا آسمان پر گہرے کالے بادل منڈلا رہے تھے ساتھ ہی بوندا باندی بھی ہو رہی تھی.

شہر کے نواحی پہاڑ سفید برف سے ڈھکے تھے ان پہاڑوں سے ٹکرا کر آنے والی سرد ہواؤں کے جھونکے ہر ذی روح کو گرم جگہوں میں پناہ لینے پر مجبور کر رہے تھے. میں اپنا بیگ اٹھائے بس سٹینڈ سے باہر آیا تو مجھے موسم کی کیفیت کچھ عجیب لگی. اگرچہ شام کا وقت تھا. مگر سیاہ بادلوں کی وجہ سے اندھیرا کچھ زیادہ گھمبیر ہو گیا تھا. میں نے کسی ٹیکسی یا رکشے کی تلاش میں ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر اس بگڑے ہوئے موسم میں کوئی سواری کا تصور ہی محال تھا. یکایک بادل اس طرح گرجنے لگے جیسے قریب ہی کوئی زوردار دھماکے ہو رہے ہوں. اسی اثناء میری نظر قریبی ہوٹل کے بورڈ پر پڑی. میں نے ایک گہری سانس لی اور فوراً دبے دبے پاؤں ہوٹل کی جانب چل پڑا. ہوٹل پہنچ کر معلوم ہوا کہ ہوٹل کے سبھی کمرے پہلے ہی ریزرو ہو چکے ہیں. مگر ہوٹل کے منیجر نے مجھے پردیسی تصور کرتے ہوئے قریبی ہوٹل کے منیجر کو فون کر کے میرے لئے ایک کمرہ بک کروا لیا جہاں میں نے وہ یخ بستہ سرد رات ہوٹل کے ایک گرم کمرے میں گزاری اگلی صبح نماز اور ناشتے سے فارغ ہو کر اپنے کام کے سلسلے میں بازار کا رُخ کیا، موسم ویسا کا ویسا ہی تھا. میں ایک چوراہے پر سڑک کراس کرنے کھڑا تھا کہ پیچھے سے کسی نے میرے کندھے پر تھپکی دی. میں جونہی مڑا دیکھتا ہوں کہ میرا دیرینہ دوست حیدر خان ہے. ایک دوسرے سے گلے ملے، مصافحہ کیا. اور کھڑے کھڑے ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی میرا بدن سردی سے کانپ رہا تھا دانت بج رہے تھے. یوں لگ رہا تھا جیسے میرے بدن کا خون منجمد ہوتا چلا جا رہا ہے.

حیدر خان نے میری حالت دیکھتے ہوئے مجھے فوراً اپنے گھر لے آیا، خوب گپ شپ ہوئی. آخر حیدر خان نے مجھے ہمارے علاقے کے ایک جانے پہچانے شاعر، ادیب اور سماجی کارکن کی علالت کے بارے میں بتایا. میں نے ان کی عیادت کو دوسرے کاموں پر ترجیح دی اور دوسرے دن پتہ لے کر ان کے گھر پہنچا، دروازے پر دستک دی جواب نہ ملا. دوبارہ دستک دی مگر پھر بھی جواب نہ ملا تیسری بار دستک دینے والا ہی تھا کہ پڑوس کے ایک گھر سے ایک بچہ باہر آیا اور کہنے لگا چچا جان خیریت ہے؟ میں نے کہا بیٹا! یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے. سنا ہے وہ مدتوں سے بیمار ہے میرا اُن سے ملنا بہت ضروری ہے اس کمسن بچے نے میری رہنمائی کی گھر کے ماحول میں سناٹا ہی سناٹا تھا کمرے سنسان تھے نہ کوئی آہٹ تھی اور نہ ہی کوئی آواز سنائی دے رہی تھی، درو دیوار منہ بسورے ہوئے تھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ سلگتی ہوئی ویران خاموشی ہمارا استقبال کر رہی ہے. میں سوچوں میں ڈوبا آہستہ آہستہ قدم اُٹھائے آنگن سے گزر کر ان کے کمرے کے قریب پہنچا تو پھر بھی ہر طرف سکوت کے سائے منڈلا رہے تھے. کمرے

میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ وہ نامور ادیب جو کبھی ادبی محفلوں کا چشم و چراغ تھا۔ وہ سماجی کارکن جو کبھی دوسروں کے دُکھ درد میں بے لوث خدمت کرنے کے لئے دن رات تیار رہتا تھا آج ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر علیل پڑا ہے تقریباً چار سال کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے اُن سے دوبارہ ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ چارپائی کے قریب ایک پُرانی چھوٹی سی میز پر اُن کا قلم اور کاغذ کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے نامکمل مضمون کو مکمل کرنے کے لئے بارہا کوشش کر چکے ہیں۔ کمرے کے کونے میں ایک میز پر ان کی تالیف کردہ چند ایک کتابیں بھی پڑی تھیں۔ جن میں کافی دھول اور مٹی جم چکی تھی۔

تعارف ہونے کے بعد میں نے کچھ نہ کچھ ان کی ڈھارس باندھنے کی کوشش کی۔ مگر میں ان کی کچھ مدد نہ کر سکا آخر انہوں نے اپنی درد بھری داستان کا یوں آغاز کیا:

شیاد اور شقی القلب روسیوں کو کون نہیں جانتا بیٹے: وہ جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے وہاں کے عوام کو آگ اور خون کے سمندر میں نہلایا۔ یورپ کے مشرقی ملکوں اور ہمارے ہمسایہ روسی ترکستان کی اسلامی ریاستوں کا ماجرا اور واقعہ ہمارے سامنے موجود ہے وہاں کے عوام کے ساتھ انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ روسیوں سے بھلائی کی توقع رکھنا محض اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔ کمیونزم اور اسلام دو متضاد قطب ہیں۔ ان کا کبھی آپس میں جوڑ نہیں ہو سکتا۔

شاید تمہیں علم ہو میں اور میرا بیٹا اچھی خاصی ملازمت کر رہے تھے۔ روسی نواز افغان کمیونسٹوں نے پہلے مجھے نوکری سے لاتعلق کر دیا اور پھر دوسرے سال میرے بیٹے کو بھی سکول سے گرفتار کر لیا اور آج تقریباً پانچ سال کا عرصہ بیت چکا ہے کہ ہم نے اپنے بیٹے کی صورت دوبارہ نہیں دیکھی۔ در در کی خاک چھانی اور ٹھوکریں کھائی۔ مگر اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ ظالموں نے اسے دوسرے شہیدوں کی طرح صرف مسلمان ہونے اور کمیونزم نظام کو ٹھکرانے کی جرم میں زندہ درگور کر دیا ہے۔ میری بیوی بیٹے کے غم میں گوناگوں بیماریوں کا شکار ہو گئی۔ اس کی صحت کو گھن لگ گیا۔ وہ آہستہ آہستہ گھُل گھُل کر کمزور اور نڈھال ہو گئی۔

مجھے پورا یقین ہو چکا تھا کہ وہ مزید زندہ نہیں بچ سکتی: اس کی بیماری میرے لئے ایک مسئلہ بن چکا تھا۔ میں نے اپنی بساط کے مطابق اس کے علاج معالجے میں کوئی کسر نہ اُٹھائی وہ اکثر کہا کرتی تھی کہ میاں! میرا علاج بند کر دو۔ میرے دن پورے ہو چکے ہیں مجھے دوا لاؤ اور انجکشن لگوا کر مزید تکلیف نہ دو۔ جو زخم میں نے اپنے دل پر کھائے ہیں یہ دوائیاں اس کے مندمل نہیں بن سکتے۔ وقت گزرتا گیا۔ اس کی صحت میں کوئی بہبودی نہیں آئی اس بیچاری کو ایسا روگ لگ چکا تھا جو اندر ہی اندر اسے چاٹتا جا رہا تھا آخر کار اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا اور آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی اسے اس حالت میں دیکھ کر میری پریشانیوں میں مزید اضافہ ہونے لگا۔ آخر کار وہ بھی ارمان بھرے دل اور حسرت بھری نگاہیں لئے ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گئی۔ اب میری کل کائنات میری اکلوتی بیوہ بیٹی رہ گئی تھی۔ اس کا شوہر بھی ایک مجاہد تھا جو ایک خونین معرکے میں بقتے دین اور وطن کی آزادی کی جنگ لڑتے ہوئے کام آیا۔ یہ وہ وقت ہے جب خون آشام روسیوں اور ان کے ایجنٹوں نے اپنے مہلک ہتھیاروں سے ملک کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کو مزید تباہ کرنا شروع کر دیا تو گاؤں کے لوگوں نے جہاد کی خاطر اپنی جانیں بچانے کے لئے ہجرت شروع کر دی۔

انہوں نے کہا: وہ منظر میں ساری عمر نہیں بھول سکتا۔ جب گاؤں والے اپنے گھروں سے ننگے سر و پاؤں ایک قیامت صغرا کے عالم میں بھاگ رہے تھے۔ کوئی اپنے گھروں کو تالا لگا رہا تھا۔ تو کوئی یوں ہی چھوڑنے پر مجبور تھا

گاؤں کے تقریباً ہر گھر میں پالتو جانور تھے۔ یہ جانور جو ان کے چہیتے پالتو جانور تھے یہ ساختہ آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔

بیٹا! اپنی گلیوں اور گھروں کو چھوڑ کر نکلنا بہت مشکل تھا۔ ایک ایک قدم منوں بھاری ہو رہا تھا۔ کسی کو واپسی کی امیدیں ضرور تھی۔ مگر بہت سے ایسے چہرے بھی تھے جو صاف بتا رہے تھے کہ شاید واپسی ممکن نہ ہو۔ یہ گھر بار جو ہمارے بزرگوں نے بنایا تھا۔ اس میں ان کا خون پسینہ شامل تھا۔ ہر کسی کو اپنے اپنے گھروں کے ساتھ محبتوں، شفقتوں کی ان گنت اور انمٹ یادیں وابستہ تھیں۔ شاید تم نے آج اس دیار ہجرت میں اُنہی خوشحال گھرانوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو اس موسم سرما کی ٹھٹھرتی ہوئی سردی میں کھلے آسمان کے نیچے ایک پھٹے پرانے خیمے میں زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ کمیونسٹوں نے جو عوام فریب وعدے دیئے تھے اس کا نتیجہ ہم سب نے دیکھ لیا۔ روٹی چھین لی۔ ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج کر دیا مکانوں کو مسمار کر دیا اور آج کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور کیا تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے کی بجائے ہمارے جسموں کو اپنی گولیوں سے چھلنی کر دیا۔

ہمارے پرسکون اور خوشحال ماحول کو دھماکوں میں بدل ڈالا۔ معطر اور مہکی مہکی فضاء کو زہریلی گیس کی بدبو میں بدل ڈالا۔ آخر انہوں نے اسلامی جہاد کے بارے میں اپنی قیمتی رائے کا یوں اظہار کیا: جہاں تک مجھے علم ہے آج کے موجودہ دور میں کسی قوم نے غاصبوں سے اپنا حق چھیننے کے لئے اتنی جدوجہد نہیں کی جتنا کہ ہمارے جیالے مجاہد کر چکے ہیں اور ان کی کامیابی کی منزل قریب آ چکی ہے۔

ہمارے مجاہدین کسی ذاتی مفاد کی خاطر نہیں لڑ رہے وہ تو اسلام کی سربلندی کے لئے طاغوتی قوتوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے افغانستان کی تاریخ میں اور دنیا کی تاریخ میں ایک نئے سنہرے باب کا اضافہ کر دیا ہے افغانستان سلطان محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی جیسے جیالے افغانوں کا ملک ہے۔ آج اس کا ہر فرد وہی کردار ادا کر رہا ہے۔ جو ماضی میں ان کے محسنوں نے انجام دیا تھا۔

تاریخ گواہ ہے۔ جس قوم نے مسلمانوں سے ٹکر لی ہے اسے ذلت و شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے جیالے مجاہدین احیائے اسلام کی اس ناؤ کو ضرور ساحل مراد تک پہنچانے میں کامیاب ہوں گے۔

بقول شاعر ؎

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

ہاں! یاد رکھو بیسویں صدی کے آخری عشرے کے اس المیے کو تاریخ انسانیت اپنے سینوں میں محفوظ کر رہی ہے۔ امید ہے کہ افغانستان کا یہ المیہ بیسویں صدی کی تاریخ میں سرفہرست ہوگا۔ اسی اثناء انہوں نے تھوڑا سکوت اختیار کیا۔ میں نے چاہا کہ انہیں سہارا دے کر بٹھا دوں مگر اُن میں تو کروٹ لینے کی بھی سکت نہ تھی۔ کبھی وہ مجھے غور سے دیکھتے اور کبھی اپنی کتابوں پر نظر دوڑاتے۔ اسی اثناء ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور سیل رواں کی طرح جاری ہو گئے۔ میں نے تھیلے سے کچھ انار اور سیب نکال کر صاف کر کے انہیں کھانے کے لئے پیش کئے۔ مگر انہوں نے ان پھلوں کو غور سے دیکھتے ہوئے سر ہلا کر منفی انداز میں جواب دیا۔ میں نے اصرار کیا۔ تو کہنے لگے بیٹا تکلیف نہ کرو میں یہ پھل کیسے کھا سکتا ہوں۔ میں نے کہا جناب یہ پھل تو اپنے ملک کے ہی ہیں اور یہ آپ کی صحت کے لئے مفید بھی ہیں کیا ڈاکٹر نے آپ کو تازہ پھل کھانے سے منع کیا ہے۔ میں نے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں۔ بس جی نہیں چاہتا۔ جب میں نے وجہ دریافت کی۔ تو انہوں نے راز کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا: ان سیبوں اور انار کی سرخی میں میرے وطن کے شہیدوں کے خون کی لالی رچی بسی ہے یہ پھل انہی شہیدوں کے خون کے ثمر ہے۔ مجھے ان میں شہیدوں کا خون نظر آ رہا ہے۔ تو آپ بتائیے کہ کیا میں اپنے شہیدوں کے خون سے پرورش پانے والے پھل کو کھا سکتا ہوں؟

والسلام

تحریر: فریدون خان

افغانستان کی ۹ سالہ جنگ
مجاہدین کی کامیابی کا دوسرا نام

داؤد خان کے غلط سیاسی اقدام نے روسی فوجوں کے افغانستان میں داخل ہونے کی راہ ہموار کی تھی اس وقت افغانستان کی سیاسی مستقبل کے بارے میں یقینی طور پر کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا۔ تاہم حالات نے کروٹ بدلی۔ اور توقعات کے برعکس ایسے حالات پیدا ہوئے۔ جس کی توقع بہت کم تھی۔ داؤد خان کو مع اپنے اہل خانہ کے قتل کیا گیا۔ روسی ایجنٹ برسراقتدار آئے اور ان کٹھ پتلیوں کو براہِ راست ماسکو سے ہدایات کا سلسلہ جاری ہونے لگا۔

لیکن اسلام پسندوں نے روسی ایجنٹوں کی نیندیں حرام کیں اور وہ اس قابل نہیں رہے کہ ہنگری اور چیکوسلواکیہ کی طرح اپنے اقتدار کو دوام بخشے۔ افغانستان کے سیاسی ڈانواں ڈولی اور کشمکش میں حصول اقتدار کے لئے روسی ایجنٹوں کے درمیان رسہ کشی جاری رہی۔ "خلق" کو "پرچم" سے زبردست خطرے کا سامنا تھا۔ اور اس خطرے کو ٹالنے کے لئے خلقی حکومت نے پرچم کے حامیوں سے نجات کے لئے کچھ ایسے اقدامات کئے۔ جس سے سرزمین افغانستان کو ببرک اور اس کے حامیوں پر تنگ کیا گیا۔ ماسکو سے ہدایات کے مطابق "پرچم" کے راہنما مستقبل میں کامیابی کی اُمید لے کر افغانستان سے بھاگ پڑے اور نہ صرف بھاگ پڑے بلکہ نور محمد ترکئی کے ہاتھوں اپنی یقینی موت کو بھی فی الوقت ٹال دیا۔

اس کے بعد حالات نے ایک اور پلٹا کھایا۔ اور نور محمد ترکی اپنے شاگرد رشید حفیظ اللہ امین کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حفیظ اللہ امین جو ایک سرگرم اور کٹر کمیونسٹ تھا جذباتی انداز میں ماسکو کی نمک حلالی میں کچھ بھی کسر نہ چھوڑی اور انتہائی جذباتی انداز میں کمیونزم کے گن گانے لگا۔ اس دوران ماسکو کو افغانستان میں اپنے مفادات اور مستقبل کی خواہشات کو خطرہ لاحق ہوا۔ اور وہ سمجھ گئے کہ حفیظ اللہ امین کی کٹھ پتلی حکومت مجاہدین کے حملوں سے شکست کھانے والی ہے۔ لہٰذا اس کی حکومت کو بچانے کی خاطر حفیظ اللہ امین کی طرف سے روسی فوجوں کو دعوت کے بہانے سے ایک لاکھ سے زیادہ روسی افواج نے ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو افغانستان پر یلغار کیا اور یوں اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے افغانستان پر قبضہ کیا۔ روس کی طرف سے اس فوجی جارحیت کے کچھ ہی دنوں بعد حفیظ اللہ امین کو بھی تہہ تیغ کیا گیا۔ اور یوں ببرک کارمل کو اقتدار میں لانے کے لئے راہ ہموار کی۔

روس کی جانب سے آئے دن سیاسی قلابازیوں کے اس نتیجے میں افغان مجاہدین نے اپنی جنگی سرگرمیاں تیز کر دیں اور کئی محاذوں پر فتح کا پرچم لہراتے

ہوئے آزادی کی منزل کی طرف بڑھتے گئے اور شہادت کے جام پر جام اڑاتے ہوئے جدید اسلحوں سے لیس دشمن کو شکست پر شکست دینے لگے ان سے ہتھیار چھیننے لگے۔ ان کے جنگی جہازوں کو گرانے لگے اور محاذ جنگ پر انہیں گاجر مولیوں کی طرح کاٹ کر رکھنے لگے۔ اسی طرح ببرک کی ناکامی کے بعد روس نے ببرک کارمل کو ہٹا کر اس کی جگہ اپنے ایک اور پٹھو ڈاکٹر نجیب کو آزمانے کے لئے تخت اقتدار پر بٹھایا۔

افغانستان میں ان سیاسی تبدیلیوں اور قلابازیوں سے حریت پسندوں کے حوصلے بڑھتے گئے۔ اور وہ اس حقیقت کو سمجھنے لگے کہ یہ سب کچھ افغانستان میں کمیونزم کی شکست اور اسلام کی فتح اور بالادستی کے علامات ہیں۔ لہٰذا گذشتہ نو سالوں سے وہ افغانستان کی آزادی کے لئے اپنے روایتی انداز میں ایسے لڑے اور ایسے مجاہدانہ کردار کا مظاہرہ کیا۔ جسے دیکھ کر نہ صرف دنیا دنگ رہ گئی بلکہ مجاہدین کے سرفروشانہ جنگی حکمت عملی پر عش عش کرنے لگی۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام عالم نے افغانستان پر روسی جارحیت کی مذمت کی اور مجاہدین سے اخلاقی ہمدردی کا مظاہرہ کیا اور اس طرح روس بین الاقوامی سطح پر تنہا رہ گیا۔

افغانستان پر روس کی طرف سے فوجی جارحیت کی نوسالہ تاریخ درد انگیز بھی ہے اور حیرت انگیز بھی اور وہ اس لئے کہ دنیا کی ایک سوپر طاقت کی طرف سے محض اپنے سیاسی اور اقتصادی مفادات کے پیش نظر اپنے ایک ہمسایہ اور فوجی اور اقتصادی لحاظ سے کمزور ملک پر فوجی یلغار نہ صرف باعث افسوس ہے بلکہ باعث شرم بھی ہے اور پھر امن کے دعویدار اور انسانیت کے ہمدرد اور بہی خواہ نے افغانستان میں آگ اور خون کا جو کھیل کھیلا، نہتے لوگوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو جس طریقے سے تہہ تیغ کیا۔ اور جس طرح بارودی آگ میں جلایا دنیا کی تاریخ میں شاید کہیں اس کی مثال مل سکے۔ جس طریقے پر بمباریوں اور توپ کے گولوں سے دیہاتوں کو تباہ کیا وہ روسی وحشت اور بربریت کی ایک ایسی منہ بولتی تصویر ہے۔ جس نے کمیونزم کے امن دوستی کے پردے کو چاک کر رکھ دیا۔

لیکن ظلم اور وحشت کی ان تمام کارروائیوں کے باوجود حریت پسندوں کے حوصلے اور ہمت میں کوئی لغزش نہ آئی۔ بلکہ ان کے جذبہ حریت کے بھڑکانے کے لئے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

مجاہدین اپنی آزادی کی تاریخ سے واقف ہیں۔ انہیں علم ہے کہ افغانستان پر اسی قسم کی فوجی یلغاروں سے انہوں نے نہ تو ہلاکو کے سامنے سر جھکایا اور نہ چنگیز کے سامنے۔ نہ سکندر یونانی کو چھوڑا اور نہ بابر اور انگریز کو۔ بلکہ جو بھی افغانستان پر اقتدار کی خواہش لے کر آیا۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل سے پہلے یا تو پیوند زمین ہوا۔ اور یا پھر ایسی شرمناک شکست سے دوچار ہوا۔ جس کے تذکرے اب بھی زبان عام و خاص پر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ افغان مجاہدین باوجود اسلحہ اور دشمن کے مقابلے میں تعداد اور دیگر وسائل کی کمی کے باوجود محض جذبہ ایمان کی بدولت دشمن سے برسرپیکار ہیں اور اس جذبے سے اپنے ایک بڑے دشمن کو نہ صرف میدان جنگ میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا بلکہ اسے ایک ایسا سبق بھی دیا کہ آئندہ اس کی نسل بھی اقتدار کی خواہش لے کر افغانستان کا رخ نہیں کرے گا۔

افغان مجاہدین کے جنگی اور مجاہدانہ کردار نے روس کو اگر ایک طرف شکست فاش کی ذلتوں سے دوچار کیا تو دوسری طرف روس میں مسلمان ریاستوں میں مسلمانوں کو یہ احساس بھی دلایا۔ کہ اگر افغان مجاہدین کی طرح وہ بھی مذہبی جذبے سے سرشار ہو کر اپنی چھینی ہوئی آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہو جائیں۔ تو افغانستان کی طرح وہ بھی اپنی ریاستوں کو آزاد کرا سکتے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ

افغان مجاہدین کی جدوجہد کو روسی ریاستوں کے مسلمان اپنے لئے مشعلِ راہ بنا کر کمیونزم کے خلاف ایک اسلامی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں گے. کیونکہ روس نے اپنی عظیم طاقت اور دفاعی عظمت کا جو ہوّا کھڑا کیا تھا وہ طشت از بام ہو گیا ہے۔

افغانستان پر بے جواز جارحیت اور روس کے خلاف گذشتہ ۹ سالہ جنگ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا. کہ روس نے افغانستان پر فوجی یلغار کر کے شکست، ذلت، رسوائی ہزاروں روسی فوجیوں کی ہلاکت، جہازوں، توپوں اور دیگر بھاری اسلحوں اور بے انتہا دولت کے ضیاع کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کیا. جب کہ دوسری طرف افغانوں نے دنیا میں عزت، وقار، فتح مندی، اپنا تاریخی اور روایتی وہ مقام حاصل کیا. جو دنیا کی بہت کم اقوام کو نصیب ہوا ہے۔

روس نے جنیوا معاہدے کا سہارا لے کر اپنی ساکھ کو برقرار رکھنے کی کوشش تو کی ہے. لیکن دنیا جانتی ہے. کہ افغانوں میں اتنی جرأت موجود ہے. کہ وہ اس قسم کے معاہدوں کے بغیر بھی روس کو افغانستان سے بھگانے کا حوصلہ رکھتے ہیں. یہی وجہ ہے کہ مجاہدین افغانستان نے جنیوا معاہدے کو کوئی وقعت نہیں دی اسے مسترد کیا اور روسیوں کی مکمل شکست اور افغانستان میں ایک آزاد اور خود مختار حکومت کے قیام تک اپنی جدوجہد آزادی کو جاری رکھنے کا عزم کیا ہوا ہے۔

اگر چہ اپنی شکست کے اعتراف میں روسی کٹھ پتلی حکومت نے آج تک کئی بار صلح اور جنگ بندی کی پیش کش کی ہے. جو اُن کی کمزوری اور شکست پر دلالت کرتی ہے لیکن مجاہدین اسے سیاسی چال سے تعبیر کرتے ہیں. اور اس ضمن میں مجاہدین نے ان پیشکشوں سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ حقائق پر مبنی ہے. یعنی یہ کہ روس اور افغانستان میں اُن کے ایجنٹوں نے میدان جنگ میں جو مقاصد حل نہیں کئے وہ اس قسم کے حیلے بہانوں اور سیاسی چالبازیو اور فریب سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

افغانستان میں کمیونزم حالتِ نزع میں ہے اور عنقریب اس کا جنازہ نکلنے والا ہے. یہی وجہ ہے. کہ روسی حکومت نے مجاہدین کو اپنے مقابل کا حریف سمجھ کر آج کل اُن سے براہ راست مذاکرات کے لئے تیار ہوا ہے. اور افغانستان کی موجودہ کٹھ پتلی حکومت کو درمیان سے نکال کر مذاکرات کا ایک مرحلہ طائف میں مکمل کر چکا ہے. جب کہ دوسرے مرحلے میں روسی حکام روسی نائب وزیر خارجہ یولی وارنسٹوف کی قیادت میں بات چیت کو آگے بڑھانے کے لئے آج کل اسلام آباد آئے ہوئے ہیں. ان مذاکرات میں مجاہدین نے روس کی اس تجویز کو بھی مسترد کیا ہے. جس میں کابل کی موجودہ حکومت کے کمیونسٹوں کو افغانستان میں قائم ہونے والی حکومت میں شرکت کے لئے کہا گیا ہے۔

مجاہدین کی شرائط ہیں. کہ روس کی فوجیں فوراً بلا شرط افغانستان سے نکل جائیں اور وہاں افغانوں کی مرضی کے مطابق ایک اسلامی آزاد اور خود مختار حکومت کے قیام کو عمل میں لایا جائے تاکہ مہاجرین باعزت اور آبرومندانہ طور پر اپنے وطن واپس ہو جائیں۔

تحریر عبدالحبیب ہمدرد

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

۲۷ دسمبر کا دن افغانستان کی تاریخ کا وہ سیاہ دن ہے۔ جس روز روسی افواج دنیا کی سامراجی طاقتوں کی جارحیت اور بربریت کا ریکارڈ توڑتے ہوئے بھیڑ بھیڑیئے کا لبادہ اوڑھ کر بلاجواز افغانستان میں گھس آئی اور افغانستان کے کونے کونے میں اپنی عریانی جارحیت اور درندہ خو طبیعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کر دیا۔

افغانستان میں روسیوں کی براہِ راست فوجی مداخلت کوئی ناگہانی حادثہ نہ تھا۔ بلکہ یہ تو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عمل میں لایا گیا ہے شاید روسیوں کو یہ علم نہ تھا کہ افغان جیالوں کے ہاتھوں انہیں اتنی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگرچہ یہ بات اب سب پر عیاں ہو چکی ہے کہ روسی زاریں مدتوں سے یہ ارمان دل میں بسائے چلے آ رہے تھے کہ کس طرح افغانستان پر قبضہ کیا جائے اور پھر وہاں سے بحر ہند اور ایران کی طرف بڑھ کر خلیج کی اسلامی ریاستوں کو بھی اپنے نرغے میں لے آئے۔ ہمارے جری اور جیالے مجاہد عوام نے خواہ وہ جوان تھے یا بوڑھے انہوں نے ماضی کی تاریخ کو ایک بار پھر زندہ کرنے کے لئے بے سرو سامانی کی حالت میں روسی افواج کا جو بہ اصطلاح تا بہ دندان مسلح تھی نہایت دلیرانہ انداز میں مقابلے کا آغاز کیا چنانچہ آج روسیوں کی آمد کے ۹ سال پورے ہو چکے ہیں ہمارا جہاد اُن کے خلاف بڑی آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔ کمیونزم ایک ایسا مہلک اور خطرناک ہتھیار ہے۔ جو یہودیوں سے روسیوں کو میراث میں ملا ہے روسی اسی ہتھیار کے ذریعے ہمارے اسلامی تہذیب و ثقافت اور نظریۂ اسلام کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ ان کی مداخلت کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا۔ اگر ماضی کی تاریخ پر طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد برصغیر ہند اور جنوب مغربی ایشیاء کے اکثر و بیشتر چھوٹے چھوٹے ملکوں پر برطانوی سامراج کا تسلط رہا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ ان کے زیرِ نگین ملکوں پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ برطانیہ نے بھی کئی بار ہمارے افغان مجاہد عوام سے پنجہ آزمائی کی کوشش کی مگر ہمارے بزرگوں نے ان کے ارمانوں کو ہرگز پورا نہ ہونے دیا۔ دوسری طرف روس بھی اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے تحت افغانستان کو اپنا جزؤ قلمرو بنانے کے لئے بارہا اپنی فوجی قوت کا مظاہرہ کر چکا تھا مگر اسلام کے متوالے اور شہادت کے شیدائیوں نے ان کے سبھی کئے دھرے پر پانی پھیر دیا۔ جونہی اس خطے میں دوسری جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا اور کچھ عرصہ بعد برصغیر ہند سے برطانوی سامراج کا بساط جمع ہونے لگا۔ تو اس خطے میں طاقت کا ایک نمایاں خلاء پیدا ہو گیا روسیوں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہا مگر امریکہ نے چابکدستی کر کے فوراً برطانوی سامراج کی جگہ لے لی اور روس کے جنوب اور جنوب مشرقی ملکوں کو "سینٹو" کے دفاعی معاہدے میں داخل کر لیا اور اس طرح بحر ہند کی جانب روسیوں کی پیش قدمی کو روک دیا۔ یعنی ۱۸۸۵ء سے لے کر ۱۹۷۸ء تک روسیوں کو وہ

موقع دوبارہ نہ مل سکا۔ البتہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سکار روسی اپنی عیارانہ سازشوں کے جال افغانستان میں پھیلانے کی بھرپور کوشش کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں ۲۷ر اپریل ۱۹۷۸ء کو افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب نے جنم لیا روسی اپنے پٹھوؤں کی بھرپور حمایت کرتے رہے۔ مگر وہ افغان جیالے مجاہدوں کے جذبۂ حریت کو نہ دبا سکے بالآخرہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۹ء مطابق ۶ر جدی کی وہ شام تھی کہ روسی افواج افغانستان میں گھس آئیں اور ملک کی بڑی بڑی فوجی چھاؤنیوں کو فوراً اپنے گھیرے میں لے کر دارالحکومت پر قبضہ لیا۔ پھر امین کو جس نے کچھ دنوں پہلے اپنے استاد "ترکی" کو موت کی نیند سلایا تھا روسیوں نے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار کر اس کی جگہ ایک نئے مہرے ببرک کارمل کو مسند اقتدار پر بٹھا دیا۔ کابل کے اہم مقامات پر بدستور روسی افواج کا پہرہ مقرر کر دیا گیا۔ شہر کی اہم تنصیبات صدارتی محل، ریڈیو سٹیشن، ٹی وی بوسٹر اور ایسے کئی ایک اہم مقامات پر روس کے مسلح چاک اور چوبند دستوں کو تعینات کر دیا گیا موبائل ٹیمیں ٹینکوں اور جیپوں میں دن رات گلیوں اور بازاروں میں گشت کرنے لگیں۔ اسطرح کابل کا کنٹرول مکمل طور پر روسیوں کے ہاتھوں چلا گیا۔

ابھی ترکئی اور امین کے لگائے گئے زخم افغان عوام کے جسموں پر ہرے کے ہرے تھے کہ روسیوں نے بھی اُن پر مزید زخم لگائے افغان مسلمانوں کو مولی گاجر کی طرح کاٹنا شروع کر دیا ان وحشی درندوں نے خوشحال اور ہنستے بستے گھروں کو اجاڑ دیا چادروں کی دھجیاں اور عصمتوں کے پرزے اُڑا دیئے۔ ننھے منھے معصوم بچوں کو جلتے گھروں کے شعلوں میں پھینک کر زندہ جلا دیا یا پھر انہیں ان کی ماتا کے سامنے دو ٹکڑے کر دیا۔ شہروں اور دیہاتوں کے مظلوم عوام کو کسی نہ کسی بہانے ایک کھلے میدان میں اکٹھا کر کے اُن پر کلاشنکوف کی باڑھ چلا دی یا اُن پر تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا مطلب اِن اُجرتی قاتلوں اور اشتہاری مجرموں نے افغان مسلمانوں کے خلاف جو غیر انسانی اور صیادانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے شاید تاریخ انسانیت میں اس کی مثال کم ملے۔ آخر ظلم کی بھی تو کوئی حد اور انتہا ہوتی ہے زندگی کی قیمت اتنی بھی ارزاں نہیں ہوتی جتنی کہ روسیوں اور ان کے پٹھوؤں نے سمجھ رکھی ہے۔

شاید روسی بھول چکے تھے کہ وہ وقت کب کا گزر چکا ہے کہ طاقت کے بل بوتے پر چھوٹی قوموں کی تقدیر کا سودا کیا جاتا تھا۔ ہم نے تو برطانوی سامراج کو شکست دے کر وہ فخر کا تاج پہنا ہے جسے دنیا مان چکی ہے آج بھی وہ اعزاز ہمارے پاس ہے البتہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آزادی ہمیشہ اپنی قیمت مانگتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ دس برسوں سے ہمارے جیالے مجاہدین خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، بچے ہوں یا بوڑھے، صحت مند ہوں یا ناتواں، سبھی کسی نہ کسی ذریعے آزادی کی قیمت ادا کرتے چلے آ رہے ہیں اور یہ سلسلہ آزادی کے حصول تک جاری رہے گا۔

جب روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں۔ تو وہ اپنے ایجنٹوں کی وساطت سے اپنی آمد کے بارے میں مختلف اور متضاد جواز پیش کیا کرتے تھے۔ بقول اُن کے یہ فوجیں کابل انتظامیہ کی نمائندہ حکومت کی درخواست پر داخل ہوئیں۔ یہ پرفریب جواز بجائے کیوبا اور جنوبی یمن جو اس کے حقیقی حاشیہ بردار ہیں۔ ان کے سوا دنیا کے کسی بھی آزاد ملک نے قبول نہیں کیا بلکہ اسی وقت سے روسیوں کی کھلم کھلا مذمت شروع کر دی اور اس طرح روسیوں کو مزید رسوائی کا سامنا ہوا البتہ یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ۲۷ر دسمبر کا دن مسلمانان افغانستان کو ہمیشہ اُن اندوہناک سانحے کی یاد دلاتا رہے گا۔ جس کے اصلی ذمہ دار روسی نواز افغان کمیونسٹ اور اس وقت کی انتظامیہ ہے جو اپنے آقاؤں کے منصوبوں کو کامیاب بنانے

کے لئے عملی اقدامات کر رہے تھے ماں باپ، بھائی بہنوں اور اپنے پرایوں کے اجرتی قاتلوں کو یہ احساس تک نہ ہو سکا کہ اُن کی یا ان کے آقاؤں کی چلائی گئی مشین گنوں کی گولیاں کس کے جگر گوشے کے سینوں کو ٹھنڈا کر رہی ہے۔ اور کس کی رہی سہی پونجی راکھ کا ڈھیر بن رہی ہے۔ ایسا کام تو کوئی برسوں کا پاگل ہی کر سکتا ہے کہ اپنے گھر کو خود آگ لگا کر اس کا تماشائی بنے۔

روسیوں اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں نے ہمارے نہتے افغان مسلمانوں کی گردنیں کاٹیں۔ گائے بھینس کی طرح انہیں ذبح کر دیا۔ ملک کے بارونق شہر اور عالیشان عمارتوں کو آثار قدیمہ کے کھنڈروں میں بدل ڈالا۔ بے شمار عالیشان مساجد جو فنِ تعمیر کا یکتا نمونہ تھا۔ ان کے فلک بوس میناروں کو زمین بوس کر دیا۔ روسیوں نے ہمارے دینی مدارس کو نائٹ کلبوں میں بدل ڈالا دینی تعلیم کی بجائے کمیونزم کا فلسفہ شروع کر دیا جس کے نتیجے میں درسگاہیں مسدود ہو گئیں۔ مختصر یہ کہ روسیوں کی ننگی جارحیت کے باعث تجارت اور معیشت مفلوج ہو کر رہ گئی زرخیز زرعی زمینیں بنجر بن گئیں اور غذائی مواد کی قلت سامنے آئی جس کی وجہ سے افغان عوام فاقے کا شکار ہیں۔

میرے عزیز قارئین! ظالموں کے مظالم سے نہ صرف افغان عوام بلکہ عالم اسلام کے جسم و جان پر اتنے گہرے زخم اور دامن پر اتنا بڑا داغ اتنی بڑی ٹریجیڈی ہے کہ شاید اسے دیکھ کر آسمان بھی رویا ہوگا۔ فرشتوں نے بھی آنسو بہائے ہوں گے۔ کائنات بھی لرز اٹھی ہوگی۔ روسیوں کے مظالم تو اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی نوعیت کا اظہار کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ بس اتنا ضرور کہوں گا۔ بقول شاعر ے

تنم ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اہل دنیا کو اچھی طرح علم ہے کہ افغانستان کو روس کے حلقۂ اثر میں لانے کے لئے زاروں کے زمانے سے لے کر آج تک دونوں ملکوں میں کئی بار تاریخی ٹکراؤ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا آج بھی روسیوں کو کسی بھی قیمت پر یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ افغانستان کو اپنا جزء قلمرو بنائے۔ ہم اپنے مستقبل اپنی تقدیر کا خود فیصلہ کرنے اور اس رسالت سے بہ وجہ احسن عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہم کسی کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے سولہ لاکھ کے لگ بھگ شہیدوں کے خون کا سودا کریں۔ ہمارے مجاہدوں نے کمیونسٹوں کے خلاف جو تحریک شروع کر رکھی ہے وہ ایک اسلامی تحریک ہے۔ یہ تحریک بنی نوع انسان کا سب سے بڑا اور قیمتی سرمایہ ہے یہی تحریک انسان کو اس کے مقصدِ وجود سے آشنا کراتی ہے۔ غلط اور منحرف راستوں سے روک کر صراط مستقیم پر چلنے کی راہنمائی کرتی ہے۔ بھلا کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر اور کوئی تحریک ہو سکتی ہے؟ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ دنیا میں وہی قومیں کامیابی سے ہمکنار ہوا کرتی ہیں جو مشکل ایام میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے جیالے مجاہدوں نے اسلامی تحریک کے اصولوں پر چل کر ہر مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور روسیوں کو تاریخ کی بدترین شکست سے دوچار کیا۔ ہماری تحریک دن بدن زور پکڑتی جا رہی ہے اور روسیوں کا سیاہ چہرہ اہل دنیا پر ظاہر ہوتا جا رہا ہے۔ کامیابیاں ہمارے قدم چومنے لگی اور دشمنوں کو ہر محاذ پر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ ہماری اس منظم اسلامی تحریک کے خلاف روسیوں نے اپنے جلسوں جلوسوں اور میٹنگوں میں بارہا کہا کہ "افغانوں نے جو حکمت عملی ہمارے موجودہ نظام کے خلاف اختیار کر رکھی ہے وہ کمیونسٹ فلسفے کی رو سے غلط ہے ایسی حرکتیں مذہبی رجعت پسندی، سرمایہ دارانہ نظام معیشت اور آمرانہ طرز حکومت کا آئینہ دار ہوا کرتی ہیں۔ جب کہ ایک صاف ستھرے سوشلسٹ معاشرے میں نہ تو جلسے ہوتے ہیں اور نہ ہی نکالے جاتے ہیں معاشرے کے لوگ اسی دنیا میں جنت کے مزے لوٹا کرتے ہیں"۔

ان کا دعویٰ ہے کہ سوشلزم نظام

کے تحت ہی استحصال، ناانصافیوں اور عدم مساوات سے پاک معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ وہ ہمیں اِن چکنی چپڑی باتوں سے دھوکا دینا چاہتے تھے مگر ہم نے اُن کی ان تقاریر پر بہرے سے کان نہ دھرے بلکہ ان کے اِن پردوں کی دھجیاں اُڑا دی۔

آج دنیا ہماری اس جدوجہد آزادی کو دیکھ کر سبق سیکھ رہی ہیں اور اکثر لوگ تو اس سوچ میں پڑ گئے ہیں کہ کہیں افغانستان میں بھڑکتے ہوئے شعلے اپنے ہمسایہ ملکوں کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے اور اس طرح تیسری عالمی جنگ نہ چھڑ جائے عالمی رائے عامہ کا یہ خیال ہے کہ تیسری جنگ کے آغاز کے امکانات بہت روشن دکھائی دے رہے ہیں چنانچہ بارہا اسلامی اور عالمی برادری نے اس معاملے پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔

عالمی رائے عامہ متفقہ طور پر افغان مسلمان عوام کے حق خودارادیت اور افغانستان کی آزادی کے حق میں ہیں۔ نہ صرف عالم اسلام اور مغربی ممالک بلکہ خود مشرقی یورپ کے اکثر کمیونسٹ ممالک اور چین سب نے اس مطالبے کا بھرپور ساتھ دیا ہے کہ افغانستان سے روسی فوجیں غیر مشروط طور پر بلا تاخیر نکل جائیں افغان عوام کو اپنی مرضی کی حکومت بنانے کا حق دیا جائے۔ ان کی غیر جانبدار حیثیت اور آزادی کی بحالی کے لئے سازگار حالات پیدا کئے جائیں جس کے تحت افغان مہاجرین باعزت طور پر اپنے گھروں کو لوٹ سکیں۔ مگر عرصہ دراز تک عالمی رائے عامہ کے مطالبوں سے روسیوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ آخر جیت جیالوں ہی کی ہوتی ہے۔ ہمارے جہاد کی کھیتی پک چکی ہے اور اب فصل کاٹنے کا موقع قریب آن پہنچا ہے۔ روس ہمارے پاؤں تلے گڑ گڑا رہا ہے۔ ہم تو بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ روس کی خیر و عافیت اسی میں ہے کہ وہ کابل انتظامیہ کی حمایت چھوڑ دے اور فوراً اپنی فوجیں کو واپس بلالے ورنہ وہ جتنا افغانستان میں رہیں گے اتنا ہی انہیں نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ اور انہیں افغان عوام کے ایک ایک خون کے قطرے کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ ہمارے مجاہدوں نے اس مادہ پرست اور مفاد پرست دور میں اپنے قومی مدافعانہ کردار کی ایک ایسی مثال قائم کر دی ہے جس سے آنے والی نسلیں اور پوری تاریخ انسانیت زندگی۔ توانائی اور روشنی حاصل کرتی رہیں گی۔ ہم نے زبانی اور لفظی طور پر نہیں بلکہ عملی میدان میں اپنے عزم و ارادوں کا مظاہرہ کر کے مشرق اور مغرب کو گواہ بنا رکھا ہے کہ ہم اپنی آخری گولی اور آخری قطرہ خون تک جہاد جاری رکھنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

ہاں! روسیوں نے ہم پر جو مظالم ڈھائے ہیں۔ اگر ان کا اظہار کیا جائے تو زبان پر چھالے پڑ جاتے ہیں۔ روسیوں کے ظلم و تشدد سے لاکھوں افراد اپنا گھربار چھوڑ کر پاکستان اور ایران میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے ہیں دونوں ملکوں کے مسلمان انصار بھائیوں نے نہایت فراخدلانہ انداز میں انصار مدینہ کا کردار ادا کیا اور ہم کو اپنے سینوں سے لگایا۔ ہماری ہر نوع کی امداد کی۔ اگر ہمارے انصار بھائی اور حکومت کے زعماء بروقت حالات کا بخوبی جائزہ نہ لیتے اور ہماری امداد نہ کرتے تو ہمارا حشر کیا ہوتا اور ہمارے ہمسایہ ملکوں کا بھی خدا جانے کیا حشر ہوتا۔ اور آج پاکستان اور ایران کے دور دراز علاقوں میں جہاں افغان مجاہدین جھگیوں اور خیموں میں زندگی گزار رہے ہیں روسی فوجیوں کی چھاؤنیاں ہوتیں۔ ہمارے انصار بھائیوں بلاشبہ فخر کے ساتھ یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ انہوں نے انسانی ہمدردی اور ایمانی جذبے کے تحت لاکھوں افغان مسلمانوں کی نہ صرف زندگی بچائی بلکہ افغان جہاد کی عظمت کو چار چاند لگائے اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ جہادِ افغانستان آج جس مقام پر آن پہنچا ہے اس کامیابی میں انصار بھائی ہمارے برابر کے شریک ہیں۔ ہمارے اسلامی جہاد کی کامرانی آپ ہی کی مرہون منت ہے میری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ پاکستان و ایران اور عالم اسلام کے درمیان وحدت اور یکجہتی کی فضاء قائم کرے اور انہیں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

حالات تقاضا کرتے ہیں

اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لو　　اللہ کے رستے میں نکلو:
قربان کرو سب تن، من، دھن　　باطل کیا ہے: مت اس سے ڈرو

کیوں خوفزدہ ہوں باطل سے
جو ایک خدا سے ڈرتے ہیں

دشمن نے تمہیں للکارا ہے　　اٹھو، میدان تمہارا ہے
تاریخ گواہی دیتی ہے　　تم جیتے ہو، وہ ہارا ہے

جاگو، ان طوفانوں سے لڑو
حالات تقاضا کرتے ہیں

تم غازی، تم ہمت کے دھنی　　کیا شوکت ہے اللہ غنی:
لگتا ہے کہ تم میں آج بھی ہیں　　بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

ہر روز تمہارے خیموں سے
کچھ تازہ چاند ابھرتے ہیں

ظاہر میں تو تم ہو خاک بسر　　دشمن ہے قوی اور تم بے زر
لیکن جو خدا کے بن جاؤ　　قدموں میں تمہارے فتح و ظفر

سب جانتے ہیں طوفانوں میں
یہ گوہر اور نکھرتے ہیں

سید نظر زیدی

تحریر: زاہد انوار

افغان حکومت کو جدید اسلحہ کی فراہمی

گزشتہ دنوں روس نے جنیوا معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کو جدید جنگی اسلحہ فراہم کیا ہے۔ جس میں سکڈ میزائل سرفہرست ہیں۔ سکڈ میزائل کابل سے پشاور تک باآسانی مار کر سکتا ہے۔ یہ میزائل روس نے حال ہی میں عراق کے ہاتھوں بھی فروخت کئے تھے جنہیں عراق نے تہران پر حملے کے لئے استعمال کیا تھا۔

اس کے علاوہ سوویت یونین نے جدید لڑاکا جہاز "مگ" کا ایک بیڑا بھی افغانستان کی حکومت کو فراہم کیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکالنا زیادہ مشکل نہیں ہے کہ روس ایک طرف تو ڈاکٹر نجیب کی کٹھ پتلی حکومت قائم رکھ کر افغانستان میں اپنی موجودگی برقرار رکھنا چاہتا ہے کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ جب روس افغانستان میں جدید اسلحہ بھیج سکتا ہے۔ تو مجاہدین بھی امریکہ اور دیگر ذرائع سے اسلحہ حاصل کریں گے۔ اس طرح افغانستان میں جنیوا معاہدے کے باوجود خانہ جنگی جاری رہے گی اور سپر طاقتیں دونوں جانب مسلمانوں کا خون بہاتی رہیں گی۔

روس کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت نہیں چاہتا یا دوسرے لفظوں میں وہ اپنی سرحدوں کے قریب اسلام پسند حکومت کے قیام کے حق میں نہیں ہے۔ کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ اگر افغانستان میں اسلام پسند حکومت کا قیام عمل میں آ جاتا ہے۔ تو وہ دن دور نہیں رہیگا جب وسط ایشیا کی مسلمان ریاستیں (جن میں اب بھی پانچ کروڑ مسلمان بستے ہیں) بھی اپنے حق خود ارادیت کے لئے آواز بلند کرنے لگیں گی۔ چنانچہ اس خوف و خدشہ کی بناء پر روس افغانستان میں موجودہ کٹھ پتلی حکومت کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ روسی قیادت یہ بات اچھی طرح جانتی ہے کہ افغانستان کے تین چوتھائی علاقے پر افغان مجاہدین کا قبضہ ہے اور جیسے جیسے روسی فوجیں واپس روس جا رہی ہیں افغان مجاہدین مزید علاقوں پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ روس کی فوجی حکمت عملی یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو ڈاکٹر نجیب کی حکومت کو سہارا دیا جاتا رہے۔ ہتھیاروں کے ذریعے اور کبھی کبھی فوجوں کی واپسی میں تاخیر پیدا کر کے) تاکہ ایک مخصوص عرصہ تک افغانستان میں کسی ایک فریق کی بھی باضابطہ حکومت قائم نہ ہو سکے۔

روس کی اس فوجی حکمت عملی میں بھارت اس کا پورا ساتھ دے رہا ہے۔ بلکہ بعض سفارتی ذرائع نے تو یہاں تک انکشاف کیا ہے۔ کہ بھارتی افواج کے ریٹائرڈ افسران، افغانستان میں ڈاکٹر نجیب اللہ کی فوج باقاعدہ حربی تربیت دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں حال ہی میں بھارت نے کئی ملین ڈالر کا اسلحہ بھی افغانستان کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ جس کی قیمت روس نے ادا کی ہے۔

افغانستان میں جدید اسلحہ کے جو انبار لگائے جا رہے ہیں ان کے فی الوقت دو مقاصد ہیں۔ اول یہ کہ نجیب حکومت کو کمزور نہ ہونے دیا جائے اور دوم یہ کہ جنگ کا دائرہ پاکستان

تک پھیلا دیا جائے۔ روس کے یہ عزائم ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ بلکہ روس کی قیادت نے واشگاف الفاظ میں یہ کہا تھا۔ کہ "پاکستان کو افغانستان میں مداخلت کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی"

حقیقت حال یہ ہے کہ روس افغانستان کے مسئلہ میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے سانپ چھچھوندر کو پکڑ لیتا ہے لیکن پھر نہ تو اسے اُگل سکتا ہے اور نہ ہی نگل سکتا ہے۔ اندرونی طور پر اُسے یہ مسئلہ در پیش ہے کہ خود روسی مبصرین افغانستان کے "انقلاب" کو انقلاب تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے ایک قسم کی فوجی بغاوت گردانتے ہیں چنانچہ ان مبصرین نے روسی قیادت پر واضح کر دیا ہے۔ کہ اس بغاوت کو عوام کی حمایت حاصل نہیں ہے اور اسے فوج اور ہتھیاروں کے ذریعے طویل عرصہ تک کے لئے سہارا نہیں دیا جا سکتا۔ خود میخائل گوربچوف نے فن لینڈ میں ایک انٹرویو میں یہ بات کہی ہے کہ "افغانستان میں متوسط طبقہ کے چند پڑھے لکھے مارکسی نوجوانوں نے بغاوت کر کے صدر داؤد کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا تھا ۔ یہ کسی بھی عنوان سے انقلاب نہیں تھا۔" لیکن اس کے باوجود روس محض اپنی فوجی قوت کے سہارے اس "بغاوت" کو قائم رکھے ہوئے ہے اور افغان مسلمانوں پر جدید اسلحہ کی آزمائش جاری ہے۔

روس کو یہ شکایت ہے کہ پاکستان ایران اور چین افغان مجاہدین کی مدد کر رہے ہیں اور امریکہ کے توسط سے انہیں اسلحہ دیا جا رہا ہے۔ یہ شکایت غلط نہیں ہے۔ مگر اس کا جواز یہ ہے کہ افغانستان میں روس کی فوجی مداخلت سے جنوبی اور مغربی ایشیا کے ممالک کو سنگین خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اور یہ ان کا حق ہے۔ کہ اس فوجی مداخلت کو ختم کرانے کے لئے وہ ان لوگوں کی مدد کریں جو اپنے علاقے کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔

افغانستان کے عوام نے کبھی بھی شکست تسلیم نہیں کی اور وہ کبھی بھی کسی کے غلام بن کر نہیں رہے ہیں۔ وہ آزاد فضا میں رہ کر اپنی دنیا و عافیت کو سنوارنا چاہتے ہیں اور کسی دوسرے ملک کو یہ اختیار اور حق حاصل نہیں ہے کہ ان کی ثقافت کو بدل ڈالے یا ایک ہی چھلانگ میں انہیں اکیسویں صدی میں لے جانے کی ناکام کوشش کرے۔

ذہن اور معیشت کا سفر بہت آہستہ اور صبر آزما ہے۔ تاہم افغانستان کے حریت پسند بہادر عوام اور مجاہدین روس کے نئے ہتھیاروں کو بھی توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے۔

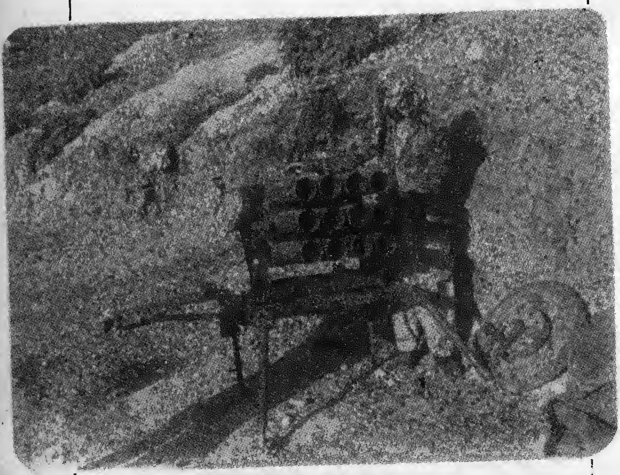

ڈاکٹر قمر آرا چودھری

روشنی کے کسان ہو تم لوگ

ملک کی آن بان ہو تم لوگ
عظمتوں کا نشان ہو تم لوگ
تم سے آباد ہے جہانِ وفا
دین کے نگہبان ہو تم لوگ

وقت کے ترجمان ہو تم لوگ
اک نئی داستان ہو تم لوگ
تم سے رسمِ جہاد زندہ ہے
تم مرا دل ہو، جان ہو تم لوگ

دھوپ میں سائبان ہو تم لوگ
پیار کا آسمان ہو تم لوگ
تم نے بوئی ہے ظلمتوں میں وفا
روشنی کے کسان ہو تم لوگ

کرم الٰہی دیرمیداں
گاؤں سفر

افغان مجاہد

عظمت کا رازداں بھی ہے افغان مجاہد
ملت کا پاسباں بھی ہے افغان مجاہد

وہ جس کو پار کر نہ سکے روس و امریکہ
ایک بحرِ بیکراں بھی ہے افغان مجاہد

گو دشت و جبل خونِ مجاہد سے ہے رنگین
تا حشر جاوداں بھی ہے افغان مجاہد

بھٹکے ہوئے آہوں کو جو راہ دکھاتا ہے
وہ میرِ کارواں بھی ہے افغان مجاہد

میدان عمل خون سے گرما کے دکھایا
قاری نہیں قرآں بھی ہے افغان مجاہد

تاریخ کے اوراق پہ کندہ ہے حقیقت
بُلبل بھی گلستاں بھی ہے افغان مجاہد

بے گور و کفن لاش پڑی ہے جو زمیں پہ
پھر خوں گلفشاں بھی ہے افغان مجاہد

خورشید کے مانند منور ہے جہان میں
ایک شمع شبستاں بھی ہے افغان مجاہد

اسلام کی عظمت پہ ہے ہر جان نچھاور
ایک عہد بھی پیماں بھی ہے افغان مجاہد

اہلِ لاہور کا افغان عوام سے

اظہار یکجہتی

۲۷ دسمبر کو پاکستان بھر میں افغانستان میں روسی جارحیت کے خلاف افغان عوام کے جہاد سے اظہار یکجہتی کا یوم منایا گیا۔ روسی فوجیں ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو افغانستان میں داخل ہوئی تھیں اور آج ۹ سال کے بعد مجاہدین افغانستان کے ہاتھوں سخت ہزیمت اٹھانے اور بے آبرو ہو کر افغانستان سے واپس جا رہی ہیں

لاہور میں گول باغ سے پاکستان قومی محاذ کی جانب سے ایک جلوس نکالا گیا، جو فیصل چوک پہ پہنچ کر ایک بڑے جلسے میں تبدیل ہو گیا۔ اس جلوس میں تحریک انصار المسلمین، اسلامی انقلابی محاذ، پاکستان عوامی محاذ، اسلامک یوتھ فورس، سنی یوتھ کونسل، پیام یونین، اسلامی جمعیت طلبہ جمعیت طلبہ عربیہ، جمعیت علمائے اسلام درخواستی گروپ اور جماعت اسلامی کے کارکنوں کی بھاری تعداد شامل تھی۔ جلوس کے دوران مختلف تنظیمیں جہاد افغانستان پر اپنے اپنے ہینڈ بل بھی تقسیم کرتی رہیں، شرکاء جلوس نے متعدد بینرز بھی اٹھائے ہوئے تھے۔ جن پر یہ فقرے لکھے ہوئے تھے

- مجاہدین افغانستان کی عظمتوں کو سلام
- اہل لاہور افغان مجاہدین کو سلام پیش کرتے ہیں
- دھاکوں کے ذریعے پاکستانی قوم کو افغان بھائیوں کی مدد سے نہیں روکا جا سکتا۔
- افغان تیرے خون سے انقلاب آئے گا۔
- سمرقند و بخارا بھی آزاد ہوں گے۔

جلوس ۳ بجے سہ پہر گول باغ سے امیر جماعت اسلامی جناب قاضی حسین احمد جمعیت علمائے اسلام کے نائب صدر مولانا اجمل خان، صوبائی صدر مولانا اجمل قادری جماعت اسلامی لاہور کے امیر خرم مراد صوبائی وزیر ڈاکٹر افضل اعزاز اور ممبر پنجاب اسمبلی میاں محمود الرشید اور دیگر اکابرین کی قیادت میں شروع ہوا۔

جلوس جب فیصل چوک پر پہنچا تو شاہراہ قائد اعظم کے دونوں جانب کھڑے ہوئے لوگوں نے نعروں سے اس کا پُرجوش استقبال کیا۔ ٹرک کو اسٹیج بنا دیا گیا اسٹیج سیکرٹری جناب فرید پراچہ تھے۔

امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد نے شرکاء جلوس سے خطاب

کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں اللہ کے فضل سے جہاد کی فصل پک چکی ہے اب اس کے نتائج سمیٹنے کی ضرورت ہے اس لئے یہ ملت مسلمہ میں اتحاد اور یک جہتی کا وقت ہے، دشمن ہمارے اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے سازشیں کر رہا ہے شاید اس مقصد کے لئے بھارتی وزیراعظم پاکستان آرہے ہے جہاں ان کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بھارت کا یہ خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا. کہ وہ برصغیر کی بڑی طاقت کا کردار ادا کرے. جہاد افغانستان پاکستان کی بقا کی جنگ ہے اس لئے پاکستانی قوم کوئی ایسی سازش کامیاب نہیں ہونے دیگی جس کا مقصد افغان بھائیوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپنا ہو. اگر خدا نخواستہ افغان جنگ ہار جاتے. تو پاکستان روس کے لئے تر نوالہ ثابت ہوتا اور آج جہاں افغان مہاجرین کے خیمے ہیں. وہاں روسی فوجوں کی چھاؤنیاں ہوتیں. کیونکہ روس نے محض افغانستان پر قبضے کے لئے وہاں جارحیت نہیں کی تھی بلکہ وہ پاکستان سے گزر کر گرم سمندر تک رسائی چاہتا تھا اور اس صورت میں عرب بھی روس کی یلغار سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے. یہ بات پاکستان کے حق میں ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت ہو. کیونکہ اسی صورت میں پاکستان افغان بھائیوں سے مل کر بھارت میں محکوم و مظلوم مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلا سکتا ہے. اگر روس امریکہ اور بھارت کی سازش سے افغانستان میں سابق شاہ ظاہر شاہ کو حکمران بنا دیا گیا. تو یہ روس اور بھارت کا اتحاد ثابت ہوگا اور پاکستان کے خلاف پہلے کی طرح سازشیں جاری رہیں گی اس لئے پاکستان حکومت اور عوام کو اس وقت تک مجاہدین اور مہاجرین کا ساتھ دیتے رہنا چاہیئے جب تک ان کی حکومت وہاں قائم نہیں ہو جاتی.

انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہوگی. کیونکہ روس افغان مجاہدین کی طاقت کو محسوس کرتے ہوئے ان سے بات چیت پر مجبور ہو چکا ہے اور اب اس بات کی ضمانت مانگ رہا ہے کہ مجاہدین روسی فوجوں کا سمرقند اور بخارا تک پیچھا نہ کریں.

مولانا محمد اجمل خان نے اپنی تقریر میں کہا کہ روس کی جارحیت کا سورج افغانستان میں غروب ہو رہا ہے. اور افغان قوم سورج کی طلوع ہونے کی طرح ابھر رہی ہے. اب روس مجاہدین کی یلغار کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا. پاکستان میں اقتدار کی تبدیلی افغان مسئلہ پر اثر انداز نہیں ہوگی

مولانا اجمل قادری نے جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ عظیم اجتماع اپنے افغان بھائیوں سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے اور ان کی حکومت قائم ہونے تک ان کے شانہ بشانہ جدو جہد کرتے رہنے کا عہد کرتا ہے.

افغان مجاہدین کے نمائندہ نے شرکار جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک افغانستان میں ایک روسی سپاہی بھی موجود ہوگا ہم جہاد جاری رکھیں گے.

بشکریہ ایشیا

جہاد افغانستان کامیابی کی منزل پر

۲۷ر دسمبر کو لاہور میں انسٹی ٹیوٹ آف افغان آفیئرز نے "جہاد افغانستان کامیابی کی منزل پر" کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔ اس تقریب کی صدارت بزرگ سیاست دان نوابزادہ نصراللہ خان نے کی۔ حزب اسلامی افغانستان کے سربراہ انجنیئر گلبدین حکمت یار مہمان خصوصی تھے۔ پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر رانا شوکت محمود، جمعیت علمائے پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالستار خان نیازی، جماعت اسلامی لاہور کے امیر انجنیئر خرم مراد، قومی ڈائجسٹ کے مدیر مجیب الرحمٰن شامی اور ممبر پنجاب اسمبلی اور معروف ادیبہ محترمہ بشریٰ رحمان نے اس سیمینار میں خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری انسٹی ٹیوٹ آف افغان آفیئرز کے محمد علی درانی تھے۔ جدید طرزِ تعمیر کا حال الحمرا سنٹر کا کشادہ ہال مختلف سیاسی جماعتوں کے کارکنوں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سے پُر تھا۔ بہت سے لوگوں کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے کھڑے ہو کر تقریباً چار گھنٹے تک تقاریر سننی پڑیں۔ اس سیمینار میں خواتین بھی شریک تھیں۔

افغانستان میں روسی جارحیت کو نو سال بیت گئے ہیں، آگ، دھوئیں اور بارود میں لپٹی ہوئی سرزمین افغانستان میں اسلامی انقلاب کا آفتاب طلوع ہونے کو ہے۔ ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۹ء کو جو روسی فوجیں اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ افغانستان میں داخل ہوئی تھیں اب رسوائی اور ناکامی کا بوجھ اٹھائے ماسکو کا رُخ کر رہی ہیں۔ لاکھوں شہدا کی قربانیاں آزادیٔ صبح کی نوید دے رہی ہیں۔ لاکھوں افغان مہاجرین کا آزاد افغانستان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے۔ سقوطِ غرناطہ کے بعد اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کی عظیم کامیابی کا ادھورا باب مکمل ہونے والا ہے۔

سیمینار کا موضوع بھی یہی تھا۔ "جہاد افغانستان کامیابی کی منزل پر"

رانا شوکت محمود

سیمینار کے پہلے مقرر پیپلز پارٹی کے صوبائی صدر رانا شوکت محمود تھے۔ انہوں نے نہایت محتاط انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کی پوری تقریر جہاد، مجاہدین اور اسلام کے الفاظ سے خالی تھی۔ انہوں نے صرف بیرونی جارحیت کا بار بار ذکر کر کے سامعین کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ تاریخی اعتبار سے افغان ایک زندہ قوم ہے اور کسی دور میں بھی اس قوم نے کسی بیرونی قوت کے تسلط کو نہ قبول کیا ہے اور نہ ہی اس کے قدم اپنی زمین پر جمنے دیئے۔ گذشتہ ۸ سال کے دوران میں افغان عوام کو بلا وجہ بیرونی جارحیت کا نشانہ بنایا گیا۔ پُرامن شہریوں، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو ظلم کی بھٹی میں جھونک دیا گیا۔ لیکن افغان قوم لائق تحسین ہے کہ اس نے تمام تر اذیتوں اور مشکلات کے باوجود اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ بیرونی جارحیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اپنی آزادی کی قیمت پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا اور اقوام عالم نے اس قوم کا موقف تسلیم کر کے اس قوم کی دلیرانہ جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ کوئی ملک اپنی قوت کے بل بوتے پر کسی قوم کو محکوم نہیں بنا سکتا۔ اور اس ملک کے عوام کو اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے اور اس کی آزادی کو برقرار رکھنے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ یہ جنگ ہماری سرحدوں کے ساتھ لڑی گئی ہے۔ اور پاکستانی قوم دوسروں کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ اس جارحیت کی بھرپور مذمت کرے۔ اس موقع پر ہم اپنا یہ مطالبہ دہراتے ہیں کہ تمام بیرونی افواج افغانستان سے واپس چلی جائیں اور افغان مہاجرین کو یہ حق دیا جائے کہ وہ باعزت طور پر اپنے ملک واپس جا کر اپنی مرضی کی زندگی بسر کر سکیں۔

محترمہ بشریٰ رحمان

محترمہ بشریٰ رحمان کی تقریر بڑی دلگداز اور اثر انگیز تھی۔ انہوں نے کہا: میں جب افغانستان کی ان دیکھی عورتوں کے خوبصورت چہروں کا تصور کرتی ہوں اور ان کے دریدہ دامن میری پلکوں کے کانٹے بن جاتے ہیں تو میں سوچنے لگتی ہوں کہ افغان عورتوں نے قربانیوں کی ایک پوری تاریخ اپنے بچوں، اپنے شوہروں اور اپنے بھائیوں کے خون سے رقم کی ہے۔ میرا دل گواہی دینے لگتا ہے کہ جہاد افغانستان اب یقیناً کامیابی کی منزل پر ہے۔ میں بحیثیت عورت یہ سوچتی ہوں کہ مسلمان عورتیں بہت عظیم ہیں جنہوں نے ہر دور میں جنگ و امن اور جہاد و صلح میں مسلمان مجاہدین کا پورا پورا ساتھ دیا ہے اور تاریخ ان عورتوں کی جدوجہد اور قربانیوں اور کامیابیوں کے تذکرے کو نظر انداز کر کے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

ماں عظیم ہے جو بڑی امنگوں آرزوؤں اور دعاؤں کے ساتھ اللہ سے بچہ مانگتی ہے اور جب زمین اپنا ہاتھ پھیلاتی ہے تو وہ بچہ اس زمین کو دے دیتی ہے۔ افغان عوام کی جدوجہد کا عنوان قربانی سے لکھا گیا اور اس کا نقطۂ عروج خون سے لکھا جا رہا ہے۔ جو کامیابی کا امین ہے۔ خونِ شہیداں رائیگاں نہیں گیا اور آج افغان قوم نے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دے دیا ہے اور ان کے چہرے کامل آزادی کے آفتاب بن گئے ہیں عالم اسلام اگر ایک جسد کی مانند ہے تو پاکستان اس کی آنکھ اور افغانستان اس کا دل ہے اور جب دل پر چوٹ پڑے تو پورا جسد تڑپ اٹھتا ہے عالم اسلام اور پاکستانی قوم اس خراج تحسین کی حقدار ہے کہ اس نے افغانستان کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں انہیں تنہا نہیں چھوڑا۔ اور اپنے دل کے زخموں کا مداوا کرنے میں کوئی کسر نہیں روا رکھی۔

> افغانستان کی آئندہ اسلامی حکومت دنیا کے سبھی ملکوں کے ساتھ صلح، دوستی اور خوشگوار تعلقات برقرار رکھنا چاہے گی،
>
> پروفیسر برہان الدین ربانی

کاروانِ جہاد ۱۴ فروری کو ایک تاریخی اور نازک لمحے میں داخل ہو رہا ہے۔ میں اپنی افغان بہنوں اور عظیم بھائیوں کے سامنے تین باتیں رکھنا چاہتی ہوں یہ کہ اقوام جس سرزمین کو چھوڑ کر جاتی ہیں وہاں وہ تقسیم و تفریق، تعصب لسانی جھگڑے اور نفاق کے بیج بو جاتی ہیں۔ جہاں جہاں سے بھی یہ اقوام بے آبرو ہو کر نکلی ہیں انہوں نے یہی کیا ہے۔ افغان قوم کو اس پہلو سے ہوشیار رہنا ہوگا یہ کہ ذاتیات کا اژدہا پوری قوم کو نگل جاتا ہے۔ نئے افغانستان میں افغان رہنماؤں کو مسابقت کی بجائے مطابقت کا راستہ اپنانا ہوگا۔ جارح قوتیں اس ملک کا کلچرل تباہ کر دیتی ہیں۔ روس نے بھی افغان کلچر کو مسخ کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اب افغان قوم کو نہ صرف اس روسی کلچر کے اثرات کو مٹانا ہوگا۔ بلکہ اپنی حقیقی ثقافتی زندگی کو بھی بحال کرنا ہوگا۔ اور یہ کہ افغانستان کا زیرزمین سرمایہ تو اب وہ بارودی سرنگیں رہ گئی ہیں جو دشمن بچھا گیا ہے اور گیس وغیرہ کی صورت میں اس کا جو بڑا اثاثہ تھا وہ تو پہلے ہی افغان عوام کے دشمن حکمرانوں نے روس کے پاس رہن رکھ دیا ہے۔ ان حالات میں افغان قوم کو جہاں اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ وہاں معاشی حالت کو بھی اپنی محنت و قوت سے اس قدر بہتر بنانا ہوگا کہ وہ خود انحصاری کی مثال دکھنے والی قوم بن جائے۔ تمام پاکستانی بہنیں اپنی افغان مسلم خواتین کو ہر آن اپنے ساتھ پائیں گی اور ان کی راہ کے کانٹے اپنی پلکوں سے چنیں گی۔

جناب مجیب الرحمٰن شامی

قومی ڈائجسٹ کے مدیر مجیب الرحمٰن شامی نے اپنی تقریر میں کہا کہ جہاد افغانستان کی کہانی ۹ سال پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ۹ سال ۹ صدیوں کے برابر ہیں اور یہ ۹ سال ۹ لمحوں کی طرح بھی ہیں۔ روسی افواج نے جو ظلم و ستم افغان قوم پر ڈھایا وہ کسی قوم نے کسی قوم پر ۹ صدیوں میں بھی نہیں کیا ہوگا۔ اور یہ ۹ سال ۹ لمحے اس لئے ہمیں محسوس ہوتے ہیں کہ ہماری آنکھوں نے روسی فوجوں کو افغانستان میں داخل ہوتے دیکھا اور آج ہماری آنکھیں روسی فوجوں کو تمام محرومیوں، رسوائیوں اور ناکامیوں کے ساتھ واپس جاتا دیکھ رہی ہیں۔ روس کو واپسی کا راستہ دکھانے والے افغان مجاہدین کی کامیابی بے مثال اور تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیگی پاکستانی قوم نے بھی اس جہاد میں حصہ لے کر اپنا حق ادا کر دکھایا۔ ہمارے عوام نے سب سے بڑی قربانی یہ دی کہ جہاد افغانستان کی خاطر ۹ سال تک مارشل لاء کو برداشت کیا۔ دھماکے اور تخریب کاریاں برداشت کیں۔ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو بموں کا نشانہ اس لئے بنایا گیا کہ ہم افغان جہاد کی حمایت ترک کر دیں لیکن قوم ثابت قدم رہی اور جو داغ سقوط ڈھاکہ کی صورت میں ہمارے دامن پر لگ گیا تھا وہ قوم نے اپنی جرأتوں اور افغان عوام کا ساتھ دے کر اور اسے کامیابی کی منزل تک پہنچا کر دھو دیا ہے پاکستانی قوم سمجھتی ہے کہ اگر افغانستان میں اسلامی حکومت قائم نہ ہوئی تو پاکستان بھی اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکے گا۔ ہماری دعا ہے کہ افغانستان میں اسلامی نظام کی حامل حکومت تشکیل پائے۔

جناب خرم مراد

جماعت اسلامی کے مرکزی نائب امیر اور جماعت لاہور کے امیر انجنیئر خرم مراد نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہر صبح نکلنے والا سورج کسی معجزے کی خبر لاتا ہے اور آج جہاد افغانستان کی کامیابی ایک ایسا ہی معجزہ ہے کچھ عرصہ قبل جب کوئی یہ کہتا تھا کہ جہاد کامیابی کی منزل پر پہنچے گا۔ تو اسے محض ایک قلندر کی بڑ کہہ کر اڑا دیا جاتا تھا وہ سپر پاور جو آٹھ سال تک مجاہدین سے مذاکرات کرنے میں اپنی ہتک محسوس کرتی تھی آج انہی مجاہدین سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

انشاء اللہ افغانستان میں جلد ایک اسلامی حکومت قائم ہوگی اور افغان قوم نے اپنی حریت اور جذبوں کی جو داستان اپنے خون سے لکھی ہے وہ رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی۔

افغان جہاد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جو قومیں اپنی آزادی اور بقا کے لئے خون کا نذرانہ پیش کرنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔ کاتب تقدیر ان کے مقدر میں آزادی، سربلندی اور سرخروئی لکھ دیتا ہے۔ پاکستانی قوم نے جہاد افغانستان میں کردار ادا کیا ہے اس پر وہ قابلِ مبارکباد ہے۔

ہم افغانستان کے لاکھوں شہداء غازیوں اور مجاہدوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کا پرچم ایک بار پھر سربلند کر دیا ہے

خرم مراد صاحب کی تقریر کے بعد آڈیو پر ترانہ پیش کیا گیا۔ جس کی سامعین نے پُرجوش انداز اور نعروں کے ساتھ داد دی۔ ترانے کے ابتدائی بول یہ تھے۔

ہم زندہ قوم ہیں، پائندہ قوم
ہیں ہم سب کی پہچان اپنا
افغانستان۔

مولانا عبدالستار خان نیازی

جمعیت علمائے پاکستان کے سیکرٹری جنرل اور ممبر قومی اسمبلی مولانا عبدالستار خان نیازی نے اپنی گرجدار آواز میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

افغان عوام کی قربانیاں اور مجاہدین کی جد و جہد یہ رنگ لائی ہے کہ خود جارحیت کا ارتکاب کرنے والا روس آج دنیا میں اپنا منہ کالا کر کے افغانستان سے جا رہا ہے اس کے عزائم اس کی ذلت اور رسوائی کا عنوان بن گئے ہیں۔ پوری دنیا نے یہ دیکھا کہ روس ایسی سپر پاور کا اس قوم سے واسطہ پڑا جو خود کو غازی یا شہید کہلوانا پسند کرتی ہے۔ بیسویں صدی میں الجزائر کے بعد افغان قوم نے نئی تاریخ لکھی ہے۔

الجزائر کے ہزاروں حریت پسندوں نے جام شہادت نوش کیا اور ۱۵ سال تک طویل جدوجہد آزادی میں مصروف رہے۔ افغانستان میں ۱۵ لاکھ مسلمانوں نے خود کو اپنے دین اور وطن پر قربان کر دیا۔ روس یہ سمجھتا تھا کہ جس طرح اس نے تاشقند، بخارا، ازبکستان اور ترکستان کی دوسری مسلمان ریاستوں کو ختم کر دیا تھا اسی طرح وہ افغانستان کی اسلامی حیثیت بھی ختم کر دے گا لیکن افغان مجاہدین نے جرأتوں کی داستان رقم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آلات و وسائل کے علاوہ بھی ایک قوت ایسی ہے جو ان پر بھاری ہوتی ہے اور وہی فیصلہ کرتی ہے اور وہ قوتِ ایمانی قوت ہے یہ جدوجہد اصل دین اور شیطان کے درمیان معرکہ ہے۔ ۵۰ لاکھ انسانوں نے ہجرت اختیار کی اور ۱۵ لاکھ نے اپنی جانوں کی قربانی دی اور آج سپر پاور نے اس غیور مسلم قوم کے آگے اپنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں اور وہ مجاہدین سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہوا ہے۔

انشاء اللہ افغانستان میں جلد اللہ کی حاکمیت قائم ہوگی اور روس کے لئے اب افغانستان میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ پاکستانی قوم اپنے افغان بھائیوں سے تعاون کا سلسلہ جاری رکھے گی

نوابزادہ نصر اللہ خان

نماز مغرب کے بعد سیمینار کا دوسرا اور آخری سیشن شروع ہوا۔ بزرگ سیاستدان اور ممبر قومی اسمبلی نوابزادہ نصر اللہ خان نے اپنی تقریر میں کہا۔

مجاہدین افغانستان کی فتح کے بعد افغانستان کی بحالی اور از سر نو آبادکاری کے لئے اقوام عالم افغان عوام کی بھرپور مدد کریں۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے وہ پہلے بھی ان کی مدد کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ روسی جارحیت سے یہ ایک غلط روایت پڑ گئی تھی کہ روس نے ایک چھوٹے غیر جانبدار اسلامی ملک میں پہلے اپنی افواج داخل کیں۔ جنہوں نے لاکھوں عوام کا قتل عام کیا اور پھر وہاں اپنی مرضی کا حکمران مسلط کر دیا۔ افغان قوم کو خراج تحسین پیش کیجئے کہ اس نے کبھی جارحیت کے سامنے سر نہیں جھکایا، حکومت پاکستان نے روسی جارحیت کے خلاف امت مسلمہ کو متحد کیا اور کہا کہ ببرک کارمل کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ یہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

ماہنامہ مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
مدیر: سید عبداللہ   معاون: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۳ - شمارہ نمبر ۶ - ۷ مسلسل نمبر ۳۰ - ۳۱ - دسمبر ۸۸ء جنوری ۸۹ء قوس جدی ۱۳۶۷ ھ ق

اس شمارے میں

۱ - اداریہ
۲ - فرمان الٰہی
۳ - ارشاد نبوی ﷺ
۴ - روس کی عظمت کا طلسم....
۵ - پریس کانفرنس
۶ - ۲۷ دسمبر....
۷ - میرا خمیر میرے وطن کی مٹی ہے۔
۸ - افغانستان کی نوسالہ جنگ...
۹ - تن ہمہ داغ داغ شد....
۱۰ - افغان حکومت کو جدید روسی اسلحہ...
۱۱ - اہل لاہور کا افغان عوام سے...
۱۲ - جہاد افغانستان کامیابی کی....
۱۳ - جہاد کی شرعی حیثیت
۱۴ - انسانی معاشرے میں حکومت...
۱۵ - سوشلزم اور سیکولرازم
۱۶ - اخبار جہاد
۱۷ - قافلہ شہدار

PROPERTY OF ACKU

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345
PESHAWAR PAKISTAN

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک: سالانہ ۲۰ ڈالر
اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸
مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ
پشاور۔ پاکستان

آواز پوری دنیا کی آواز بن گئی اور آج روسی افواج افغانستان سے واپسی پر مجبور ہو گئی ہیں۔ اور ایسا کر کے روسی صدر گورباچوف نے حقیقت پسندی سے کام لیا ہے۔ اب وہ وقت دور نہیں جب لاکھوں افغان مہاجرین باعزت طریقے سے اپنے وطن واپس چلے جائیں گے۔

جناب گلبدین حکمت یار

یہ بات خوش آئند ہے کہ پاکستان کی تمام بڑی سیاسی جماعتوں کے رہنما مسئلہ افغانستان پر متحد ہیں۔ روس کی حمایت حاصل کرنے والوں نے اپنے بھائیوں کا قتل عام کیا مگر روس کو رسوائی کا سامنا کر کے افغانستان سے نکلنا پڑا ہے اور دس سال تک روس کی طاقت پر لڑنے والے آج تنہا رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ افغانستان کا ۹۵ فیصد علاقہ مجاہدین کے تسلط میں ہے۔ کابل کا راستہ تمام شہروں سے کٹ چکا ہے۔ قندھار کابل کو ملانے والی سڑک پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ کابل شہر محاصرہ میں ہے اور حکمرانوں کا صرف ہوائی رابطہ قائم ہے۔ روس کی نصف فوج افغانستان سے نکل چکی ہے۔ پوری فوج نکل جانے کے بعد نجیب حکومت چند دن بھی باقی نہیں رہ سکے گی۔ اور حکومت مجاہدین کے ہاتھ میں ہوگی ہم روسی افواج کی مکمل واپسی تک جہاد جاری رکھیں گے

۹ سال کے عرصہ میں یہ گمان کرنا مشکل تھا کہ روس افغانستان سے واپس جانے کے لئے مجاہدین سے مذاکرات کرے گا اور واپسی پر مجبور ہو گا۔ یہ بھی ممکن نہیں لگ رہا تھا کہ روس مجاہدین سے خوفزدہ ہو گا۔ لیکن جنگ کے دوران میں وہ اس بات پر قادر نہ ہو سکا کہ وہ افغانستان کے چند علاقوں پر بھی قبضہ کر سکے۔ ہم نے فوجی لحاظ سے یہ جنگ جنگ جیت لی ہے۔ آج ہم فتح کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ کامیابی کا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ تاریک رات گزر چکی ہے۔ ہمارے عوام کا اللہ پر ایمان ہے اور یہی چیز فتح کا باعث بنی ہے ہم نے جنیوا معاہدے کو مسترد کر دیا تھا کیونکہ اس میں ہماری نمائندگی نہیں تھی۔ ہم نے تمام مصائب کے باوجود حوصلہ نہیں ہارا۔ ہم آئندہ بھی قربانیوں کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ذلت کی زندگی ہر گز قبول نہیں کریں گے۔ افغان مجاہدین کی کامیابی پاکستان اور امت مسلمہ کی فتح ہے۔ میں یہاں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجاہدین میں کسی قسم کی گروہ بندی نہیں ہے۔ اور افغانستان آزاد ہو جانے کے بعد تمام اختلافات ختم ہو جائیں گے اور وہاں عوام کی مرضی سے اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ جو منتخب ہوگی اس منتخب اسلامی حکومت سے پاکستان کی مغربی سرحدیں محفوظ ہو جائیں گی۔ ہم پاکستان سے توقع رکھتے ہیں کہ افغانستان میں منتخب اسلامی حکومت کے قیام کے لئے وہ افغان عوام کی حمایت کرے گا۔

سیمینار میں تقاریر کے اختتام پر ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں جہاد افغانستان کی کامیابی پر مجاہدین افغانستان اور عوام کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور روسی افواج کے مکمل انخلا کے لئے روس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ۱۶ فروری تک اپنی تمام فوج کو واپس بلالے۔

اس سیمینار میں تقاریر کے دوران پُرجوش نعرے بھی لگائے جاتے رہے جو یہ تھے۔

- سربکف مجاہدین آفرین آفرین
- مجاہدین افغانستان زندہ باد
- افغانیو! ہم تمہارے ساتھ ہیں
- نعرہ تکبیر، اللہ اکبر

روسیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مٹھی بھر زرخرید غلاموں کی مزید حمایت سے دستبردار ہو جائے۔ اور ہم سے ہمیشہ کے لیے مزید دشمنی مول نہ لے

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

عمر حیات ڈیروی

جہاد کی شرعی حیثیت

جہاد کی تعریف:

جہاد کے لغوی معنیٰ ہیں کسی کام کے لئے اپنی پوری کوشش اور توانائی خرچ کرنا اور دشمن کی مدافعت میں پوری پوری طاقت صرف کرنا۔

اصطلاح شریعت میں تعریف ہے کہ حق کے بول بالا کرنے اسلام کے تحفظ اور اس کی سربلندی اور دشمن کی مدافعت کرنے میں ہر قسم کی جد و جہد کرنا اس عظیم المقصد کام کے لئے اپنی تمام جسمانی دماغی، مالی قوتوں کو صرف کرنا ہے۔

اگر لفظِ جہاد میں غور کیا جائے تو اس کی تین قسمیں سامنے آتی ہیں۔

۱. کھلے دشمن کا مقابلہ۔

۲. شیطان اور اس کے پیدا کردہ خیالات کا مقابلہ:

۳. خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ۔ یعنی معنیٰ یہ ہوا کہ جو چیز اللہ کی اطاعت کے راستے میں رکاوٹ ہے اس کی مدافعت جہاد ہے اور یہ رکاوٹ انہیں تین طرفوں سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (القرآن)

"یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ میں پورا جہاد"

جہاد کی نیت:

ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ تمام عبادات کی صحت کا دارو مدار نیت کے وجود پر ہے اس لئے نماز، روزہ حج، زکوٰۃ تمام ہی اعمال کی ادائیگی میں نیت صحیح کرنا فرض ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

انما الاعمال بالنیات وانما لامرئ ما نوی (الحدیث)

اعمال کے ثوابؐ کا دارو مدار نیت پر ہے اور ہر انسان کو وہی چیز ملتی ہے جس کی نیت کی ہو۔

مثلاً وہ عالم دین جو دنیا کی شہرت اور نمود و ریا کی خاطر علمی خدمات سرانجام دیتا ہے یا مجاہد میدانِ جہاد میں شہرت ناموری یا مال و اسباب دفاع کی خاطر جان کی بازی لگاتا ہے اور مرجاتا ہے یا وہ شخص جو نمود و ریا سے دینی خدمات میں بڑے کھلے دل سے مال خرچ کرتا ہے تو حضورؐ نے فرمایا۔ ان تینوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ ان کا مقصد رضاء الٰہی نہ تھا جو کہ فلاحِ انسانی کی کنجی ہے۔ وہ جو چاہتے تھے انہیں دنیا میں وہ مل گیا ہے۔

تو جہاد کے میدان میں اترنے والے میرے مجاہد اور جانثار بھائی جو ساری دنیا کو چھوڑ کر اپنی جان کی بازی لگاتا ہے اس کے لئے جہاد کی نیت ضروری ہے اور یہ نیت اخلاص کیساتھ مجاہد کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مسلمانوں اور اسلام کی سربلندی اور حفاظت قرآن و سنت کی خاطر دشمنان اسلام کا مقابلہ کر رہا ہوں۔

جہاد کا مقصد:

جہاد سے مطلوب حق کی حفاظت اور فتنہ و فساد کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے۔ا

اسلامی جہاد دنیا کی جنگوں سے بالکل مختلف چیز ہے۔ دنیا میں اکثر جنگیں توسیع ارض کے عزائم، منڈیوں کی تلاش، پسماندہ اور کمزور قوتوں کے استحصال یا محض قومی جیت جیسے گھٹیا مقاصد کی خاطر لڑی جاتی ہیں۔ لیکن اسلامی جہاد اللہ تعالیٰ کے عادلانہ نظام کے تحفظ اور آئین شریعت کے مکمل نفاذ مظلوموں کی حمایت ایمانی دعوت راہ میں مزاحمت

کے خاتمے یا کسی بڑے فتنے فساد کو روکنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے تاکہ اسلام کے عادلانہ نظام اور شریعت کے آئین کے تحت زندگی بسر کرنے والی قوم اپنے عقیدے مذہبی رسومات میں آزاد رہے۔

جہاد کی اہمیت قرآن کی نظر میں:

قرآن کریم میں اگرچہ نماز، روزہ حج، زکوٰۃ اور دیگر اسلامی احکام کا ذکر کثرت سے کیا گیا ہے۔ مگر ایمان توحید کے بعد جتنے اہتمام کے ساتھ جہاد کا ذکر مفصل مسلسل کیا گیا ہے۔ شاید کسی دوسرے احکام کا اتنا تفصیلی ذکر نہیں کیا گیا۔

مثلاً سورۃ البقرہ دوسرے اور تیسرے پارے میں مالی، جانی جہاد کی فرضیت تاکید اور فضیلت پر مسلسل کئی رکوع نازل ہوئے

سورہ آل عمران: چوتھے پارہ کے درمیانی حصہ میں جہاد کے واقعات اور فتح و شکست کی علتوں اور حکمتوں پر مشتمل ہے یا جہاد سے کنارہ کشی کرنے والے منافقین کی مذمت و شکایت پر حاوی ہے۔

سورہ انفال اور توبہ: دونوں سورتیں زیادہ تر جنگ بدر، جنگ اُحد، جنگ تبوک کے واقعات پر مشتمل ہیں ان میں جہاد کی تاکید اور اس کے اداب مال غنیمت اور جنگی قیدیوں کے احکام کا مفصل بیان ہے۔ متحارب قوم سے صلح۔ معاہدہ اور نقضِ عہد کی تفصیل بھی موجود ہے۔

جہاد حدیث نبویؐ کی روشنی میں:

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی کے دو حصے ہیں۔ مکی اور مدنی۔ ہجرت کرنے سے پہلے مکہ میں مسلمان کمزور تھے۔ ان کے پاس سیاسی اور مادی قوت موجود نہ تھی کفار کے ساتھ جنگ لڑنے کے وسائل اور ہتھیار موجود نہ تھے۔ اس لئے دشمنانِ اسلام کے ظلم و تشدد اور ستم و بربریت کے مقابلہ میں تلوار کشی کے بجائے صبر و استقلال عفو درگزر کا حکم تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرامؓ اسلام کی حفاظت اور اشاعت اسلام کی مسلسل کوشش فرماتے رہے۔ قرآنی دلائل براہین کے ساتھ باطل قوتوں کا مقابلہ کرتے رہے، اور مصائب اور آلام پر صبر کرتے رہے حکم خداوندی تھا کہ کفار کا کہنا مت مانیئے اور ان سے قرآن کے ساتھ زبردست جہاد کیجئے (القرآن)

مکہ میں گویا کہ مسلسل تیرہ سال جہاد کی تربیت حاصل کرتے رہے بالآخر مدنی زندگی میں غزوات اور سریئے پیش آئے

غزویہ اور سریہ:-

جس لڑائی میں آپ خود نفس نفیس شریک ہوئے ہوں اسے اہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ کہا جاتا ہے۔ اور جس میں خود شریک نہیں ہوئے ہوں وہ سریہ کہلاتے ہیں۔ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ مگر بطور نمونہ چند درج ہیں۔

۲ سنہ ہجری: غزوہ بدر میں تین سو تیرہ صحابہ کرامؓ نے کفار کے ایک ہزار فوجیوں کو شکست دی۔

۳ سنہ ہجری: غزوہ اُحد میں سات سو مجاہدین اسلام نے تین ہزار فوج کا مقابلہ کر کے بالآخر اسے پسپا کر دیا۔

۵ سنہ ہجری: غزوہ احزاب، دشمن دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آیا۔ مسلمانوں نے مدینہ سے باہر راستہ میں خندق کھود کر دشمن کے داخلہ کو روک دیا۔ بیس ۲۰ دن مجاہدین اسلام اور کفار کی فوجیں آمنے سامنے پڑی رہی کبھی کبھی تیراندازی سے مقابلہ ہوتا آخر کار تین ہزار اسلامی لشکر کے مقابلہ میں کفار کے لشکر کو منہ کی کھانی پڑی اور ذلیل و خوار ہوا۔

۶ سنہ ہجری: میں آپؐ نے تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر عمرہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر روکا گیا۔ تمام صحابہ کرام نے آپؐ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت جہاد کی اور کفار دیکھ کر مرعوب ہوئے اور صلح کر لی۔

۷ سنہ ہجری: غزوہ خیبر پیش آیا سولہ ۱۶ سو صحابہ کرامؓ تھے یہودیوں کے بیس ۲۰ ہزار فوجی قلعوں میں موجود تھے وہاں بھی مجاہدین اسلام کو کامیابی حاصل ہوئی۔ خیبر فتح ہوا اور یہودی اسلامی حکومت کے رعایا ہوئے:

۸ سنہ ہجری: ملک شام میں غزوہ موتہ کے موقع پر تین ہزار مجاہدین اسلام نے ایک لاکھ سے زائد رومی لشکر کے ساتھ

نہایت شجاعت اور جرأت سے مقابلہ کیا اور کفار کی فوج مرعوب ہو کر پسپا ہو گئی اور اسی ۸ھ سنہ ہجری میں دس ہزار صحابہ کرامؓ نے آپ کیساتھ جاکر مکہ کو فتح کیا۔ بالآخر کفار نے مسلمانوں کے سامنے اور حق کے سامنے شکست تسلیم کر لی۔

۹ھ سنہ ہجری: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ غزوہ موتہ کے شکست خوردہ رومی پھر عرب پر حملہ کرنے کے ارادے سے تیاری کر رہیں اور مقام تبوک پر فوج جمع کر رہے ہیں۔ تو آپؐ نے ان کے مقابلہ میں تیس ہزار کا اسلامی لشکر لے کر تبوک پہنچے۔ کئی دن تک وہاں قیام کیا آخر کار کفار نے آپ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اسلامی قانون کی اطاعت و وفاداری کی آپ کو یقین دلایا

دفاعی اور اقدامی جہاد:۔

اگر کفار مسلمانوں پر جارحیت کا ارتکاب کرتے ہوئے ابتداً حملہ کریں۔ تو ان کے حملے کو روکنا فرض ہے۔ یہ دفاعی جہاد کہلاتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے: وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (بقرہ)
اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔

اُذِنَ لِلذین یقاتلون بِانھم ظلموا (سورہ الحج)

اگر کفار اور اسلام کے دشمن طاقتوں کے غلبہ سے اسلام اور اہل اسلام، آزادی اور بقاء کو خطرہ لاحق ہو جائے تو احتیاط اور پیش بندی کے طور اقدامی جہاد کرنا اور کفار پر ابتداءً حملہ کرنا بھی درست ہے دفاعی جہاد کی علت دشمن کی جارحیت واقعتاً ہے اور اقدامی جہاد میں علت دشمن جارحیت متوقع ہے۔ لہٰذا اقدامی جہاد کا حکم دیا گیا ہے

قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للّٰہ (القرآن)

ان کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور اطاعت اللہ ہی کی ہو جائے یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر تاکہ کفر و شرک ختم ہو جائے۔ توحید و سنت کی بالادستی قائم ہو جائے آئین شریعت مطلوب مقصود ہو جائے سب بڑا مقصد جہاد کا یہی ہے۔ اور دین حق تمام ادیان اور نظاموں پر غالب ہوئے۔ تاکہ مخلوقِ خدا اُس کے عادلانہ نظام حیات سے مستفید ہو سکے۔ یاد رہے اسلامی حکومت میں غیر مسلم اپنے مذہب و عقیدے و عبادت میں آزاد ہوتے ہیں۔ مگر معاملات وغیرہ میں ملکی اسلامی آئین کے پابند ہوتے ہیں اسی طرح جہاد کے نتیجہ میں ملکی قانون اور عدالتی آئین میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے اور حاکمیت بھی۔

عزم جہاد ضروری ہے:۔

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص مر گیا اور جہاد نہیں کیا اور نہ اُس کے دل میں جہاد کا خیال گزرا تو وہ ایک قسم کے نفاق پر مرا ہے یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ بوقت ضرورت دین کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے جہاد کرے اگر جہاد کرنے سے کوئی شرعی عذر مانع ہو تو کم از کم عزم و ارادہ رکھے کہ میں موقع پا کر جہاد ضرور کروں گا اصل کام اسلام ہے اور اسلام کا ستون نماز ہے جس پر عمارت قائم ہے۔ اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے۔ گویا کہ مسلمانوں کی عزت و قوت پر جہاد موقوف ہے جب وہ جہاد چھوڑ دیں گے۔ تو ذلیل و خوار ہوں گے۔

فضیلت جہاد:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ خدا کی راہ میں ایک دن سرحد حفاظت کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر و افضل ہے دوسرا ارشاد نبوی ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک صبح جانا یا ایک شام جانا دنیا اور اس کی ساری کائنات سے بہتر ہے کبھی یوں فرمایا کہ بے شک خدا کی راہ میں کسی ایک کا قیام کرنا اس کی ستر سالہ گھر کی عبادت سے افضل ہے (ترمذی)

مسائل جہاد:

۱. حاکم اور امیر جب جہاد کا اعلان کرے تو اُس کی اطاعت فرض ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ حاکم متقی و پرہیزگار ضرور ہو بلکہ جو بھی مسلمان حاکم ایسے حکم عام ضرورت محسوس کرے تو حکم دے سکتا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس کا حکم ماننا ضروری ہے۔

۲، جہاد جب فرضِ کفایہ ہو تو بیٹے کو والدین کی اجازت کے بغیر جانا جہاد میں جائز نہیں اس لئے کہ ماں باپ کی خدمت اور اطاعت فرضِ عین ہے اور وہ فرضِ کفایہ کی وجہ سے ساقط نہیں ہو سکتی اور جہاد فرضِ عین ہونے کی صورت میں بیٹا والدین کی اجازت کے بغیر بھی جہاد میں شریک ہو سکتا ہے۔

ع۳ : میدانِ جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا سخت گناہ ہے اور غضب الٰہی کا سبب ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے۔ اے ایمان والو جب جنگ میں کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو تم پشت مت پھیرو (القرآن) اور فرمایا۔ جس نے اس دن کافروں سے پشت پھیری تو اللہ کا غضب لے کر لوٹا (القرآن)

ع۴ : جو عورتیں بوڑھے یا بچے جنگ میں جاسوسی کا کام کریں یا دوسرے طریقوں سے جنگ میں حصہ لیں تو ان کو حالت جنگ میں قتل کرنا جائز ہے تاکہ ان کے شر سے مسلمان محفوظ رہیں لیکن اگر بچے قید ہو جائیں۔ تو قید ہونے کے بعد ان کا قتل کرنا جائز نہیں خواہ انہوں نے جنگ میں کھلے طور پر حصہ لیا ہو۔ کیونکہ بعد از گرفتاری اُن سے کوئی خطرہ نہیں۔ اگر قتل کیا جائے گا تو اُن کے پچھلے عمل کی سزا میں قتل کیا جائے گا اور بچوں پر سزا جاری کرنا شرعاً درست نہیں

ع۵ : میدانِ جہاد میں اگر مسلمان بیٹے کے سامنے اس کا کافر باپ آ جائے تو جب تک باپ حملہ نہ کرے بیٹے کو اُس پر حملہ کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے کافر ماں باپ کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ اس لئے جہاد میں بھی ابتداءً اُن کا قتل کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر باپ ہی بیٹے پر حملہ کر دے اور اس کے حملے سے اپنی جان بچانا بغیر اس کے ممکن نہ ہو کہ باپ کو قتل کرے۔ تو بیٹے کو اپنی جان کی حفاظت کرنا چاہیئے۔ خواہ اس میں باپ کا قتل ہی واقع ہو۔ مگر ارادہ قتل نہ کرے (بدائع)

ع۶ : جنگی قیدی جو مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیں اُن کو بھوک پیاس وغیرہ کی تکلیف دینا جائز نہیں ہے (بدائع)

ع۷ : کافر قیدیوں سے اپنے مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

ع۸ : اگر ضرورت پیش آئے تو دشمن کے درختوں، کھیتوں کو کاٹ کر یا جلا کر تباہ کر دینا بھی جائز ہے۔

ع۹ : جہاد میں جن لوگوں کو قتل کرنا جائز ہے ان کے اعضاء کا مثلہ کرنا یا ناک کان وغیرہ کاٹنا شرعاً جائز نہیں۔

ع۱۰ : جہاد میں جاتے وقت اپنے ساتھ تلاوت کے لئے قرآن کریم لے جانا جائز ہے۔ جب مسلمانوں کی قوت مضبوط ہو شہید یا قید ہو جانے کا خطرہ کم ہو اور جہاں یہ خطرہ قوی ہو وہاں نہ لے جائے اس میں بے ادبی کا خطرہ ہے

ع۱۱ : دشمن اگر قلعہ میں بند ہو جائیں یا محفوظ مکان میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیں تو اس کو ہتھیار ڈالنے اور اطاعت قبول کرنے کی دعوت دی جائیگی اگر نہ مانیں تو آگ لگا کر یا پانی میں غرق کر کے یا دوسرے طریقوں سے قلعہ اور مکان کو منہدم کرنا جائز ہے۔

ع۱۲ : دشمن اگر قلعہ میں بند ہو جائیں اور یہ معلوم ہو کہ دشمن کے ملازموں میں کچھ مسلمان بھی ہیں تو ان کی وجہ سے دشمن کے مقابلے میں کوئی رعایت نہ کی جائیگی اگر مسلمان ملازم کو بچا سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ دشمن کو تباہ کرنے کے ارادے سے گولہ باری کرنا حملہ کرنا جائز ہے جو مسلمان اس زد میں باختیار آ جائے تو معاف ہے۔

ع۱۳ : یہ صورت اس وقت اختیار کی جائے گی، جب دشمن اپنے آپ کو بچانے کے لئے مسلمان قیدیوں یا مسلمان بچوں کو آگے کر دے اس وقت میں اگر مسلمان کو بچانے کی کوئی صورت نہ رہے۔ تو دشمن پر حملہ کے ارادے سے مقابلہ کیا جائے۔ جو مسلمان اس کی زد میں آجائے تو معاف ہے۔

ع۱۴ : عین حالتِ جنگ میں بھی ایسے کافروں کو قتل کرنا جائز نہیں جو جنگ میں حصہ نہیں لیتے مثلاً بوڑھے عورتیں اپاہج اندھے۔ دیوانے، معذور اور عبادت خانوں میں مشغول عبادت میں رہنے والے بشرطیکہ

وہ جنگ میں حصہ نہ لیں۔ مجاہدین اسلام کے لئے ان مسائل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ مقاصد جہاد صحیح طور پر حاصل ہو سکیں اور اجر و ثواب ضائع نہ ہو جائے۔

آداب جہاد :

جہاد محض جنگ اور کشت و خون کا نام نہیں بلکہ ایک مقدس عبادت ہے۔ دیگر عبادت کی طرح شریعت میں اس کے بھی کچھ احکام و آداب ہیں۔ قرآن کریم میں بھی مذکور ہیں جو جہاد کے لئے آداب مقرر کئے گئے ہیں۔

۱ : فاثبتوا :۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت کامیاب ہونے کی پہلی شرط ثابت قدمی ہے۔

مجاہد کو چاہیئے کہ محاذ جنگ پر پورے استقلال کے ساتھ اپنے حریف سے مقابلہ کرے کیونکہ میدان جنگ سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب حرام کا ہوتا ہے۔ حکم ہے کہ اے ایمان والو جب تم کافروں سے جنگ میں ٹکراو تو ان سے پشت مت پھیرو اور جو کوئی ان سے اس دن اپنی پشت پھیر لے مگر لڑائی کے لئے یا فوج سے پناہ لیتا ہو تو اللہ کا غضب لے کر لوٹا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے (سورۃ انفال) یعنی اگر یہ پسپائی کی جنگی مصالح کے تحت ہو مثلاً پیچھے ہٹ کر دوبارہ حملہ کرنا موثر اور مفید ہو تو درست ہے

۲ : واذکرواللہ : اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا اور ذکر الٰہی سے قلبی قوت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اطمینان سے ثابت قدمی اور بے خوفی پیدا ہوتی ہے جس کی میدان جنگ میں اشد ضرورت ہوتی ہے

۳ : واطیعواللہ : کہ تمام حالات میں عموماً اور جنگ سے متعلق امور میں خصوصاً خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا اہتمام اور شرعی احکام کی پابندی ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا وعدہ کامل اطاعت پر ہے۔

۴ : وَلا تنازعوا : کہ آپس میں کامل اعتماد اور یکجہتی سے رہنا اپنے امیر یا دوسرے مجاہد سے ہرگز جھگڑا اور اختلاف نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک طرف تو باہمی اعتماد کو ختم کرنی ہے دوسری طرف سے فوج کی ہوا خیزی و بے رعبی سے دشمن کو جرأت و قوت حاصل ہوتی ہے۔

۵ : جہاد کے سلسلہ میں جو بھی سختی اور تکلیف پیش آئے اُسے صبر و استقلال اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے۔

۶ : ولا تکونوا کالذین خرجوا، جہاد کا محرک و داعی محض اللہ کے حکم تعمیل اور اس کی رضا کی تحصیل ہونی چاہیئے اخلاص و رضاء الٰہی ہی اعمال صالحہ کی روح ہے۔ اس کے بغیر کوئی عمل وزنی ثابت نہیں ہو سکتا۔ جہاد صرف ہنگامہ کشت و خون کا نام نہیں بلکہ بذات خود ایک عظیم الشان عبادت ہے۔

جہاد افغانستان : دینی و اسلامی جہاد ہی وہی ہے۔ جس کا محرک اعلاء کلمۃ اللہ اور دینی تقاضوں کا تحفظ ہو۔ جہاد افغانستان کے جہاد کا مقصود و مطلوب بھی یہی ہے۔ وہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے۔ خانہ جنگی نہیں ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ وہاں شعائر اللہ کو پائمال کیا گیا۔ مساجد کو ویران کیا گیا اور وہاں تحفظ اسلام، تحفظ قرآن، تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس صحابہؓ، تحفظ علماء دین و علم دین وغیرہ نہیں ہے۔ بلکہ دہریت و بربریت ظلم و ستم کفر شرک اور ضلالت و گمراہی کا بازار گرم ہے۔ اُن کے خلاف نہتے مجاہدین جہاد میں مصروف عمل ہیں۔ صرف ذات کبریائی پر اعتماد و بھروسہ کر کے اللہ تعالیٰ ان کو فتح مبین نصیب فرمائے اور وہاں مکمل شریعت کا آئین عملاً نافذ ہو

اے میرے مجاہد بھائیو تم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

وَمَا علینا الا البلاغ المبین

٢٥ ربیع الاول ١٤٠٩ھ

قسط (۲)

انسانی معاشرے میں حکومت کا قیام اور

اسلامی حکومت

تحریر. مولوی ذاهدی" احمدزی"

بنی اسرائیل کی سیاسی نظام اور حکومت سے پہلے مصر میں سلطنت کا قیام عمل میں آچکا تھا جیسے کہ حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کی اجتماعی زندگی کی تخلیق سے اس کی تائید ہوتی ہے جیسے کہ یہود کی قدیم مقدس کتابوں اور قرآن حکیم سے ان سلطنتوں کا حال معلوم ہوتا ہے. ان سلطنتوں کے بعد تاریخی اور انسانی سلطنتوں کا آغاز ہوتا ہے. یہ تھا پہلی انسانی معاشرہ میں سیاسی نظام کا قیام جو بعد میں نئی نئی حکومتیں ایجاد ہوئی اور انسانی سیاسی شعور ترقی کرتے آگے بڑھی

اسلامی اور انسانی حکومتوں میں فرق:

اول: " اسلامی اور جمہوری حکومت "

۱۔ اسلامی حکومت کے لئے مذہب بنیادی قانون کا درجہ رکھتا ہے اور اسلامی حکومت اگرچہ مذہب اسلام کو عام انسانی فائدے کے لئے تمام انسانوں کا مطمح نظر بنانے پر زور دیتی ہے. لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ماننے والے افراد کو عقیدہ کی آزادی کا حق بھی دیتی ہے.

اس کے بر خلاف جمہوری حکومت کا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہوتا. جمہوری حکومت نہ مذہبی ہے اور نہ مذہب کی دشمن. ہر جمہوریت اپنے جمہور کو عقیدہ اور عمل کی آزادی کا پورا پورا حق دیتی ہے. اور تمام جمہوریتوں کی حکمت عملی اسی اصول پر مبنی ہے.

۲۔ اسلامی حکومت میں امام ہوتا ہے. امت ہوتی ہے. قانون کے علمبردار انسان ہوتے ہیں. بادشاہ نہیں ہوتا تاج، تخت اور ایوانِ شاہی نہیں ہوتا ولی عہد نہیں ہوتا. شاہی شہزادے اور ان کا موروثی حق نہیں ہوتا.

جمہوری حکومت کا صدر ہوتا ہے ملکی حدود کے اندر ایک قوم ہوتی ہے جمہور شہری ہوتے ہیں. بادشاہ، تاج و تخت، ولی عہد، شاہی شہزادے اور ان کا موروثی حق نہیں ہوتا. آخری باتوں میں جمہوری حکومت اسلامی حکومت کی مقلد ہے. کیونکہ اسلامی حکومت جمہوری حکومت کی پیشرو ہے.

۳۔ اسلامی حکومت امامت خلافت اور امارت شوریٰ کا نام ہے اس حکومت میں اللہ تعالیٰ کی مرضی اصل ہے. جمہور کا اختیار من جانب اللہ ہے اور نیابتی ذمہ داری کے طور پر ہے. حاکم کا سرچشمہ "اللہ" ہے رائے عامہ اسی کے زیر سایہ کام کرتی ہے.

جب کہ جمہوری حکومت نام ہے جمہور کی حکومت کا. جمہوریت میں حکم کا سرچشمہ مرضی جمہور ہے. جمہور اپنی حکومت نظام

حکومت قانون حکومت سب کچھ خود بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پروا نہیں کرتے۔ جمہور حکومت کر سکتے ہیں اور ہر نظام حکومت کو بدل بھی سکتی ہیں۔

۴۔ اسلامی حکومت میں اُمت کا ہر فرد حکومت کی ذمہ داریوں میں براہ راست شریک ہے۔ ہر شخص شوریٰ میں بذات خود پہنچ کر ارکانِ حکومت کے سامنے رائے پیش کر سکتا ہے۔

مگر جمہوری حکومت میں جمہور صرف ووٹ دیتے ہیں اور اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کے کام میں شرکت کرتے ہیں۔ اصل جمہور نہ حکومت کی کرسی تک پہنچ سکتے ہیں۔ نہ جمہوری ایوان میں داخل ہو سکتے ہیں۔

۵۔ اسلامی حکومت کا امام طاقتور ہوتا ہے عام حالات میں اس کے حکم سے دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہے۔ اس کا ہر فیصلہ قانون اسلام کے مطابق ہونا چاہئے۔ خاص حالات میں اسے شوریٰ کے فیصلے کو اپنا فیصلہ سمجھنا چاہئے۔ اس کے بعد اس کا ایک اشارہ کافی ہے۔ جمہور اس کی اطاعت کریں گے۔ لیکن اس کے برعکس جمہوریت کا مرکز کمزور ہوتا ہے۔ صدر کو جمہوری ایوان کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اگر جمہور خلاف قانون بھی کسی فیصلہ پر جمع ہو جائیں۔ تو حکومت اُلٹ جاتی ہے۔ حالات عام ہوں یا خاص حکومت کے کاموں کی رفتار سست رہتی ہے۔ جمہور بےلگام آزادی کی وجہ سے ہر وقت مرکز کو پارہ پارہ کرنے اور مرکز سے جدا ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

۶۔ اسلامی حکومت کا امیر اُمت کا سب سے بڑا رہنما اور سب سے اعلیٰ ماہر قانون فرد ہوتا ہے۔ تقویٰ دلیری شجاعت اور جنگی فنون میں فائق ہوتا ہے۔ اس کے جسم کے اعضاء تندرست اور سالم ہوتا ہے۔

اندھا، بہرا، گونگا، لنگڑا نہیں ہوتا اور زندگی بھر رہنمائے حکومت رہتا ہے صرف دو شرطوں کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے قانون پر عامل رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار جمہور کی مرضی عامہ اس کی حامی ہو۔

لیکن جمہوری نظام حکومت میں جمہوریت کا صدر جمہوری ایوان کی طرح وقت مقررہ کے لئے ہوتا ہے اور تاریخ مقررہ پر اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ صدر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ قوم کا سب سے اچھا فرد ہو اور قانون کا فرمانبردار بھی صرف ووٹوں کی اکثریت شرط ہے، عقیدہ، توحید، اعضاء کی سالمیت تقویٰ، جنگی فنون علم اور شجاعت شرط نہیں ہے۔

اسلامی حکومت اور اشتراکیت کے حکومتوں میں فرق

۱۔ اسلام ایک مذہب ہے اور اسلامی حکومت ایک مذہبی نظام ہے اور اس نظام کا ڈھانچہ سب کی سب توحید اور عقیدہ آخرت۔ مادہ و معنیٰ دونوں پر استوار ہے۔ اسلامی حکومت در اصل انسانی حکومت نہیں بلکہ نیابتی حکومت ہے۔ اصل حاکم اللہ تعالیٰ ہے انسان زمین پر اس کا خلیفہ ہے جو حکومت در حکومت کے اصول پر مذہبی فرائض کی طرح نیابت کی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا قانون اللہ تعالیٰ کے بندوں پر نافذ کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

جبکہ اشتراکیت اور سوشلزم ایک مسلک ہے جو الحاد اور لادینیت پر عقیدہ رکھتا ہے اللہ تعالےٰ کے وجود کو نہیں مانتا۔ آخرت، انبیا، ملائکہ، جنت اور جہنم، اخلاق اور دیانت کوئی چیز کا قائل نہیں ہے۔ اور اشتراکی حکومت صرف اور صرف ایک معاشی نظام ہے جو روٹی، کپڑا اور مکان پر منحصر ہے اور اس کا دائرہ کار بھوک اور پیاس کو دور کرنا ہے۔ ذاتی ملکیت کو اپنے قبضے میں لے کر سب کو فقیر بنانا ہے۔

۲۔ اسلام کا موضوع اصلی روح ہے اور مادہ اس کے تابع ہے۔ جبکہ اشتراکیت کا موضوع خالص مادی ہے۔ اور وہ روح کے حقائق سے انکار کرتی ہے۔ اور اس کے لوازم کو یکسر ٹھکرا کر کے مادہ پر گھومتا ہے۔

۳۔ اسلامی حکومت مذہب کی داعی

ہے اور اس حکومت کا اصلی فرض توحید اور عقیدہ ربوبیت الٰہی کو فروغ دینا ہے۔

جب کہ اشتراکیت اور کمیونزم فلسفہ پر ایمان رکھتا ہے اور مذہب سے سراسر منکر ہے۔

۴۔ اسلامی حکومت مذہب کے فطری قوانین کو انسان کی بہتری کے لئے اٹل قرار دیتی ہے۔

اس کی برعکس اشتراکیت مذہب اخلاق اور ابدی صداقتوں کو ختم کر دیتی ہے اور انہیں جدید بنیاد پر بھی استوار نہیں کرتی۔

۵۔ اسلامی حکومت دنیا کو مجموعۂ اضداد کہتی ہے، یہاں ایک چیز حق ہے اور دوسری باطل، دونوں کا تصادم ناگزیر ہے۔ فرد اور جماعت کو حق کا ساتھ دینا چاہیئے باطل کو حق بنا دینا چاہیئے یا اس کو ختم کر دینا چاہیئے اور روئے زمین سے اس کا نام و نشاں ملیامیٹ ہونا چاہیئے۔ لیکن اشتراکیت اور کمیونزم دنیا کو مجموعہ اضداد کہتی ہے۔ ہر چیز دوسرے کی ضد ہے۔ دو ضدوں کے تصادم سے ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے۔ جیسے سرمایہ اور محنت کے تصادم سے تیسری چیز اشتراکیت پیدا ہو گئی۔ ہیگل فلسفہ اضداد کو تصوری مانتا ہے اور کارل مارکس وجودی۔ یعنی یہ کہ ضدیں اور ان کا تصادم اصلاً مادی موجودات میں ہوتا ہے۔

۶۔ اسلامی حکومت اپنی اصل سے شوریٰ پر مبنی ہے اور نظام شورائیت پر یقین رکھتی ہے۔ اور مشورہ لینا جمہور کا فطری حق ٹھہراتا ہے۔ لیکن اس کی خلاف اشتراکیت اپنا حکومت مشورہ سے نہیں بلکہ جبر و اکراہ سے قائم کرنے کا قائل ہے۔

۷۔ اسلامی حکومت اللہ تعالےٰ واحد کے نام پر ساری دنیا کو فتح کر کے ایک نظام میں لانا چاہتی ہے۔ اور اس میں سب کے سب حقدار اور برابر سمجھا جاتا ہے۔

جبکہ اشتراکیت حکومت تمام دنیا کے مزدوروں اور غریبوں کے لئے دنیا کو مسخر کرنا چاہتی ہے اور مزدوروں کے نام پر دوسرے انسانی طبقات کا استحصال کر کے اور جینے سے حق چھین اپنے تعیش کا ساماں فراہم کرتا ہے۔

۸۔ اسلام کا کوئی وطن نہیں۔ یہ دنیا تمام مساوی حق رکھنے والے انسانوں کا وطن اکبر ہے۔ اسلام کے پاس اللہ تعالیٰ کے زمین میں نہ تو کوئی سرحد ہے اور نہ جغرافیائی خصوصی حدود۔

اور اشتراکی نظام اسلام کے تقلید کر کے کہتے ہیں کہ کمیونیزم ایک جہانی تحریک ہے اور ساری دنیا مزدوروں کے ہیں۔

۹۔ اسلامی حکومت کے مطمح نظر اور پروگرام کا مخاطب انسان ہے، نہ قوم، نہ اقوام، نہ طبقے، نہ ذاتیں، درانحالیکہ اشتراکی حکومت اور نظام دنیا کو دو طبقوں میں تقسیم کر کے ایک کو بناتی ہے دوسرے کو مٹاتی ہے اور انسان کی جگہ افراد اقوام اور ان کے مزدوروں کا نام لیتی ہے۔

۱۰۔ اسلام سرمایہ داری اور سرمایہ اندوزی کے خلاف ہے۔ اسلامی حکومت اپنے خاص طریقوں سے جو اشتراکی طریقوں سے الگ ہیں۔ جمع شدہ سرمایہ کی مناسب تقسیم کا حکم دیتی ہے۔ اس کو دائر و سائر رکھنا چاہتی ہے۔ مگر اس کام کو قانونی طریقہ پر عام خوش دلی، عدل اور اعتدال کے ساتھ کرتی ہے۔

اشتراکیت سرمایہ داری اور سرمایہ اندوزی کے یکسر خلاف ہے، اشتراکی حکومت اپنے حلقہ اتحاد میں اور اپنے ہم مسلک افراد میں سرمایہ کی مساوی تقسیم کا حکم دیتی ہے اور اس حکم پر تلوار کی قوت سے عمل کراتی ہے۔

۱۱۔ اسلامی حکومت ان لوگوں سے روپیہ لیتے ہے جن کے پاس بہت کچھ مال ہے اور اُن لوگوں کو دیتی ہے جن کے پاس کچھ نہیں۔

اشتراکیت ان لوگوں کا سرمایہ ضبط کر لیتی ہے۔ جن کے پاس کچھ بھی سرمایہ ہے اور ان لوگوں میں تقسیم کر دیتی ہے جن کے ہاتھ خالی ہے۔

خالد پرویز ملک ایڈوکیٹ۔

سوشلزم اور سیکولرازم کیا ہے؟

سوشلزم جس کو روس نے اپنا رکھا ہے۔ اور کمیونزم جو کہ چین میں رائج ہے۔ اگرچہ دونوں نظاموں کی خرابی اور فساد زندگی کے کسی ایک شعبہ تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ روحانی اور مذہبی شعبے، مالی، اقتصادی، ازدواجی اور سیاسی غرض زندگی کے تمام شعبوں میں سوشلزم اور کمیونزم نے فسادات برپا کئے ہیں جن سے مسلمانوں کی آگاہی وقت کا اہم تقاضا ہے۔ مگر اختصار کے پیش نظر اس مضمون میں سوشلزم اور کمیونزم کی صرف ان خرابیوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ جو کہ دین اور مذہب کے متعلق ہیں۔

سوشلزم کے بانی "کارل مارکس اور سوشلزم کے شارح لینن" کا پختہ عقیدہ ہے اور ان کے فلسفے اور نظریات کا لب لباب یہ ہے کہ اس عالم اور جملہ کائنات کا نہ کوئی خالق، رب اور خدا ہے۔ اور نہ کوئی موجد اور مدبر بلکہ یہ کائنات خود بخود اتفاقی طور پر مادہ اور اس کی حرکت کے نتیجے میں موجود ہو گئی ہے۔

اللہ تعالےٰ کے وجود کے انکار سے لازم آتا ہے کہ انبیاءؑ علیہم السلام نہیں ہیں فرشتے نہیں ہیں۔ وحی اور آسمانی کتابیں اور صحیفے نہیں ہیں۔ دین اور مذہب نہیں ہے حلال اور حرام، جائز اور ناجائز نہیں ہیں مرنے کے بعد زندگی نہیں ہے، جنت اور دوزخ نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب جھوٹ، فریب اور دھوکہ ہیں (العیاذ باللہ)

دہریوں نے خدا کی خدائی کے خلاف ایک انجمن قائم کی ہے، جس کا مقصد ان کے اپنے الفاظ میں سنیئے۔ ہم نے جیسے زمین کے بادشاہوں کو تخت سے نیچے گرا دیا ہے۔ اسی طرح آسمانی بادشاہ کو عرش سے نیچے گرا دیا۔ (حاشیۂ اشتراکیت و اسلام، مصنف مسعود عالم صؔ)

۱۹۲۶ء میں جرمن نومسلم محمد اسد نے ایک صحافی کی حیثیت سے جب سوویٹ یونین کا دورہ کیا۔ اس نے اس دورے کے تاثرات اور مشاہدات کو اور خاص کر اللہ کی ذات گرامی کے بارے میں جس لرزہ خیز انداز میں بیان کیا۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

روس کی لادینی انجمن (حکومت کی منظوری) سے بڑے بڑے پوسٹر چھاپ کر اسٹیشنوں تفریح گاہوں، سڑکوں اور عوامی اجتماعات کے مقامات پر آویزاں کرتی ہے۔ جس میں ایک سفید ریش قبا اور عبا میں ملبوس شخص جو ابر آلود آسمان سے نیچے اترتے ہوئے دکھایا گیا ہے، جس کو مزدور یونیفارم میں ملبوس نوجوان پاؤں سے ٹھوکریں مار مار کر نیچے گرا رہے ہیں۔ اس تصویر کے نیچے

اداریہ

روس ایک بار پھر اپنے پرانے ہتھکنڈوں پر اتر آیا

سیاسی محاذ پر افغان مجاہدین کو دھوکا اور فریب دینے کے سلسلے میں ماضی کی طرح حال ہی میں ایک بار پھر روس نے یکطرفہ جنگ بندی کا اعلان کرکے فریب کا ایک نیا جال بچھا دیا ہے وہ چاہتا ہے کہ افغان عوام کو کسی نہ کسی طرح اپنے پھندے میں جکڑ کر اپنے ناپاک اور مذموم عزائم کو کامیابی سے ہمکنار کرا سکے جو گزشتہ نو برسوں کے دوران وہ حاصل نہ کر سکا تھا۔

روس کا یہ عمل آج بھی نیک نیتی پر مبنی نہیں وہ طرح طرح کی سیاسی چالیں کھیل رہا ہے، چنانچہ گذشتہ سال روسیوں کی یک طرفہ جنگ بندی کے اعلان کے خلاف ایک باوقار اور شاندار جلسے کے دوران افغان مجاہدین نے اکثریت آراء سے اس اعلان کو ایک دھوکا اور فراڈ قرار دے کر پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور اس طرح اس کی یہ چال بھی ناکام ہوئی۔

اب وہ زمانہ گزر چکا ہے جب سادہ لوح لوگ روسیوں کے فریب، دھوکے، جھوٹے وعدوں اور پراپیگنڈوں سے مرعوب ہوا کرتے تھے۔ دنیا والوں کے سامنے روسیوں کی جارحانہ پالیسی دوستوں سے ان کی غداری اور جھوٹی حکمت عملی اب ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ روس کی فطرت گیدڑ کی سی ہے لیکن وہ شیر کی کھال پہن کر اپنے آپ کو واقعی شیر سمجھتا ہے اور چھوٹی اور کمزور قوتوں پر اپنی دھاک بٹھانے اور انہیں مرعوب کرنے کی بے شرمانہ کوشش کر رہا ہے۔ ہمارے نہتے مگر جذبۂ ایمان سے سرشار افغان مجاہدوں نے اس کے فریب اور جھوٹے وعدوں کی قلعی کھول دی ہے روس اور اس کے پٹھوؤں کے ساتھ براہ راست ہمارا معاملہ ہے مگر وہ ہرگز اپنے وعدوں پر قائم نہیں رہتے۔

روسی لیڈر گورباچوف نے ۳۰ دسمبر ۱۹۸۸ء کو اپنے کٹھ پتلی اور لعنت بچے ڈاکٹر نجیب کی وساطت سے مجاہدین کے ساتھ ایک بار پھر یک طرفہ فائر بندی کا اعلان کروایا اور اس نے بذات خود بھی اس اعلان کی تائید کی۔ ہمارے جیالے مجاہدوں نے اس خبر کے سنتے ہی فوراً اسے مسترد کر دیا کیوں کہ اس نازک اور حساس موقع پر جنگ بندی کی کوئی افادیت اور اہمیت نہیں۔ مجاہدین بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ ہم جنگ نہیں چاہتے بلکہ ہم تو صلح و سلامتی کے حامی ہیں۔ چنانچہ طائف مذاکرات

جلی حروف میں لکھا ہوتا ہے۔ سوویٹ یونین کے مزدوروں نے اسی طرح خدا کو اس کی بلندی سے پھینکا ہے۔

(دی روڈ ٹو مکہ صہ ۲۹۹ مصنف محمد اسد)

میکسم گورکی نامی ایک دہریے لیڈر نے روس کے عوام کو ہدایت کرتے ہوئے ایک اخباری مضمون شائع کیا۔ جس میں عوام کو تلقین کی گئی تھی کہ خدا کی تلاش ایک بیکار مشغلہ ہے۔ اسے بند کر دو۔ خدا تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ خدا بنایا جاتا ہے۔

مسٹر اذیب اپنی کتاب "واٹ کمیونزم" صہ ۸۱ پر لکھتے ہیں "جب تک کوئی شخص مجمع عام میں کمیونسٹ اور انکار خدا کا اعلان نہ کرے۔ تب تک کمیونزم کا ممبر نہیں بن سکتا۔"

مسٹر اینجلز جو کہ کارل مارکس کا دوست تھا اور مارکس نظریات کا شارح ہے لکھتا ہے "ہم نے آسمان کے بادشاہ کو پکڑ کر عرش سے نیچے گرا دیا جیسے کہ ہم نے زمین کے بادشاہوں کو تخت سے گرایا ہے"

مساوات کے علمبردار اور صریح ظلم و تعدی پر مبنی جنگوں کے حامی ہیں۔

پروفیسر کلیموویش حضورؐ کے بارے میں لکھتا ہے۔ "محمدؐ کا وجود محض ایک مفروضہ ہے۔" یعنی آپؐ کے وجود کی سرے سے کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ یہ جھوٹ اور مفروضہ ہے (بحوالہ چراغ راہ سوشلزم نمبر صہ ۲۶۲)

مارکس لکھتا ہے "مذہب عوام کے لئے بمنزلہ افیون ہے۔" (مارکس سوشلزم صہ ۱۹۲)

لینن لکھتا ہے۔ "ضابطہ اخلاق (یعنی حلال و حرام، اچھا و برا، ثواب و عذاب) جو کہ انسانیت کے لئے باہر سے لایا گیا ہے (یعنی وحی آسمانی کے ذریعے سے) ہمارے نزدیک کوئی قابل قدر چیز نہیں ہے۔ بلکہ

سوشلزم اور کمیونزم میں مذہبی بلکہ غیرت انسانی کے لحاظ سے دوسری بنیادی خرابی یہ ہے کہ "زن، زر، زمین ان تینوں چیزوں پر کسی کا شخصی استحقاق یا شخصی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ تینوں چیزیں عوام کی مشترک ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی مساوی طور پر فائدہ اور لذت اٹھانے کا حق دار ہے۔

صبح سمرقند نامی کتاب کے صہ ۲۱۴ پر درج ہے "ہر مرد ہر عورت سے جب چاہے شہوت رانی کر سکتا ہے گویا کہ ماں بیٹی اور بہن بھی اشتراکیت میں لقمۂ تر ہیں۔" (نعوذ باللہ)۔ اسی کتاب کے صہ ۲۸۷ پر ہے۔

"مرد و زن کا اختلاط جنسی آزادانہ طور پر اب رائج ہے۔"

کارل مارکس جس کو سوشلسٹ اور کمیونسٹ

سوشلزم کے سب بانی یہودی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ:

چوپایوں پر سواری بہت ہو چکی اب انسانوں پر سواری کی جائے گی

نے زمین کے بادشاہوں کو تخت سے گرایا ہے"

جمہوریہ کارا کے ملا عباس عبداللہ (جو بعد میں سوشلسٹ ہو کر مرتد ہو گیا) اپنے مضمون میں جس کا عنوان ہے۔ "میں نے اسلام کیوں چھوڑا" یوں لکھتا ہے کہ "محمدؐ ایک فریبی حکمران تھے۔ اپنی شخصیت کو بلند کرنے کے لئے اس نے اس دور کے تمام مذاہب خصوصاً مسیحی مذہب کی تعلیمات کو استعمال کیا۔ چنانچہ قرآن اور قوانین شریعت جن پر اسلام کا دارو مدار ہے غلامی اور خواجگی کے قائل، معاشرتی عدم

یہ محض مفروضہ دھوکہ اور فریب ہے)

(بالاسلام مصنف لینن) کتاب کمیونزم کا مصنف لکھتا ہے کہ نیکی اور بدی کے لئے ایک اصول ہے۔ ہر وہ کام جو اشتراکیت کے لئے معاون اور مددگار ہو وہ نیک اور خیر ہے اور جو کام اشتراکیت کی ضد اور منافی ہو۔ وہ گناہ اور شر ہے۔" (اشتراکیت و اخلاق صہ ۹۹)

"اسلام لوٹ مار اور ظلم و تشدد کو حق بجانب قرار دیتا ہے۔ اور مسلمانوں میں ڈکیتی اور قزاقی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔"

(بحوالہ وائس آف اسلام، کراچی صہ ۱۲۴۔ ۱۹۶۱)

پیغمبر کا درجہ دیتے ہیں۔ خود اپنی کتاب میں لکھتا ہے "اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔" (کارل مارکس کی کتاب صہ ۱۰۴)

بخارا پر مکمل تسلط حاصل کرنے کے بعد کمیونسٹوں نے مسلمانوں کی ہمدردی اور غریبوں کی غم خواری کے فریب کا لبادہ بالکل اتار پھینکا اور اپنا اصل چہرہ ظاہر کر کے ایک کمیونسٹ لیڈر نے جلسہ عام میں فاتحانہ انداز سے عوام سے یوں خطاب کیا۔ "ہم نے تمہارے مویشی تو چھین لئے اب ہم تمہاری بیویوں اور بیٹیوں کو بھی اجتماعی ملکیت میں لینے والے ہیں، ہم انہیں اپنے پہلو

میں سلائیں گے اور اس طرح ایک دوسرے سے خوب گھل مل کر مکمل کمیونی اشتراک وجود میں لائیں گے۔ (سوویٹ ایشیا صہ ۲۰۵)

لینن نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کمیونسٹ نظام کی یوں تشریح کی (کمیونسٹ معاشرہ وہ معاشرہ ہے جس میں تمام چیزیں زمین فیکٹریاں وغیرہ مشترک ملکیت ہوتی ہیں اور لوگ مشترک طور پر کام کرتے ہیں، اس کو کیمونزم کہتے ہیں۔")

(لینن سلیکٹیڈ ورکس صفحہ نمبر ۱۷۴)

لینن اپنی کتاب بالاسلام صہ ۱۸ پر لکھتا ہے "سارے روس میں مساجد کی تعداد ۳۱ ہزار تھی۔ مگر تھوڑے عرصے بعد سوویٹ وار نیوز ۱۶ مئی ۱۹۴۲ء کی اطلاع کے مطابق پورے روس میں یہ تعداد گھٹ کر ۱۳۱۲ (تیرہ سو بارہ) رہ گئی ہے" (وائس آف اسلام کراچی صہ ۲۹)

کیمونسٹ انقلاب سے پہلے ۱۹۱۱ء میں روس کے مسلمانوں کے قول کے مطابق کل اسلامی مدارس کی تعداد ۲۵ ہزار پانچ سو (۲۵۵۰۰) تھی۔ مگر روس کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق دس ہزار (۱۰۰۰۰) تھی۔ صرف ترکستان میں چھ ہزار ۳ سو (۶۳۰۰) اور چھ سو ثانوی اور اعلیٰ مدارس تھے۔ نیز صرف بخارا میں دو سو اسی (۲۸۰) مدارس کام کر رہے تھے جس میں چالیس ہزار طالب علم مذہبی علوم حاصل کر رہے تھے (میرا اسلام مطبوعہ سینٹ پیٹرزبرگ)

انقلاب روس کے بعد بہت ہی قلیل عرصے میں ان میں سے بعض مساجد اور مدارس کو گرا دیا گیا۔ بعض کو کلبوں اور عشرت کدوں میں تبدیل کر دیا گیا اور بعض کو تفریح گاہوں اور اصطبلوں میں تبدیل کیا گیا۔ انقلاب کے بعد ۱۹۲۰ء تک پورے روس میں پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) جلیل القدر اور چوٹی کے علماء کیمونسٹوں کے ہاتھوں تباہ ہو گئے (بالاسلام مصنف لینن صہ ۳۲)

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ سوشلزم غربت اور افلاس دور کرنے کے لئے ایک معاشی تحریک ہے۔ مگر یہ تصور پھیلانے اور عام کرنے میں ملحدین اور دشمنان اسلام کی عیاری اور سوشلسٹ نظریات کی حقیقت کے برعکس ہے پچھلے اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ سوشلزم ایک نظریہ اور عقیدہ ہے جو کہ ادیان سماوی، تعلیمات الٰہیہ، اخلاق پسندیدہ حتیٰ کہ وجود باری تعالیٰ کے انکار پر مبنی ہے۔ اس لئے یہ ایک جدید باطل دین ہے، رہا اس کا معاشی اور اقتصادی پہلو یا انسانیت کو چوپایوں کی صف میں کھڑا کرنا وغیرہ تو یہ اس باطل عقیدہ اور نظریہ کے ثمرات اور نتائج ہیں۔!

علامہ طنطاوی اپنی تفسیر الجواہر میں لکھتے ہیں۔

"سوشلزم کے بانیان شوپن ہار، کارل مارکس اور لینن تینوں یہودی ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ہم نے حیوانات پر سواری کر لی ہے۔ اب وقت آیا ہے کہ انسانوں پر سواری کر کے انہیں چوپایوں کی طرح استعمال کر لیں۔

(تفسیر الجواہر جلد ۲ صہ ۱۲۸)

چونکہ سوشلزم اور کیمونزم انسانی فطرت کے منافی نظام پیش کرتا ہے۔ اس لئے اس نظام کو کہیں بھی رغبت و رضا سے قبول نہیں کیا گیا ہے اور نہ آئندہ ایسے ممکن ہے۔ سوشلسٹ انقلاب سے لے کر آج تک جہاں کہیں اس نظام نے قدم جمائے جبر و طاقت، قتل اور خونخواری کے ذریعے یا منافقت اور فریب کاری اور طبقاتی جنگ کے ذریعے سے اس نے تسلط قائم کیا ہے۔

مارشل اسٹالن نے جو سوویٹ یونین کا سربراہ رہ چکا ہے۔ جس کا رتبہ لینن کے جانشین کا ہے۔ مالٹا کانفرنس میں برطانیہ کے وزیراعظم چرچل سے گفتگو کرتے ہوئے خود بتایا کہ اسی جنگ عظیم میں اتنے لوگ قتل نہیں ہوئے جتنے کہ روس میں مالکان زمین سے زمین لیتے وقت ہم نے قتل کئے۔ ہم نے اجتماعی کاشتکاری کی خاطر صرف روس میں ایک کروڑ زمینداروں کو قتل کیا ہے۔ یہ تو اسٹالن کی اپنی بیان کردہ تعداد ہے مگر دوسرے آزاد ذرائع نے مقتولین کی تعداد کہیں زیادہ بتائی ہے۔

(بحوالہ سوشلزم مطبوعہ ۱۹۶۷ء)

روزنامہ کوہستان ۱۳ر نومبر ۱۹۶۷ء کے مطابق اسٹالن نے کیمونزم کے نفاذ کے لئے روس میں پانچ کروڑ انسان قتل کئے تھے

بحوالہ روزنامہ انجام ۵ دسمبر ۱۹۵۱ء، فرانس کے پایۂ تخت پیرس میں اقوام متحدہ کی ایک میٹنگ جو کہ ۳ر نومبر ۱۹۵۱ء کو منعقد ہوئی چینی نمائندے نے اپنی رپورٹ میں بتایا۔ کہ چین میں کیمونزم کے لئے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

ایڈیٹر کے نام خط

محترمی و مکرمی جناب حضرت سید عبداللہ صاحب دامت برکاتہم (مدیر ماہنامہ مشعل)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعد تحیۃ والتسلیم! بارگاہ خداوند قدوس سے قوی امید ہے کہ آپ حضرات بعافیت و سلامت رہ کر عظیم الشان انقلابات و دینی خدمات و دینی خدمات بھرپور انجام دیتے رہیں گے ہم ممبران اشرافی لائبریری کل کے کل بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ دلی پریشانی یہ ہے کہ دشمنانِ ملت کا غلبہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔

عرصہ سے اس مرض کے علاج کے متلاشی ہیں، اتفاقاً خداوند قدوس کے کرم سے چند روز قبل ماہنامہ مشعل کے چند پرچے دستیاب ہوئے۔ جذبۂ شوق میں ایک ہی نشست میں سب پڑھ ڈالے، من قبل ہذا ریڈیو اخبارات اور ٹیپ ریکارڈ وغیرہ میں مجاہدینِ اسلام کی صحابیانہ جدوجہد کی خبریں ملتی رہتی تھیں وہ یقیناً قابلِ رشک ہیں گویا کہ فتح مبین کا مظہر اور امام بخاری کی کتاب المغازی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ خدا پاک سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کا ایمان اسی طرح متیقن و مضبوط بنائیں۔ آمین ثم آمین

دارالعلوم دیوبند میں ہمارے علاقہ کے تقریباً ۳۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں اور وہ سب کے سب اس انجمن کے ممبر ہیں اور اس کے اجلاسوں میں پابندی سے شرکت کرتے ہیں۔ یہاں کے مجاہد طلبہ افغانستان سے بے انتہا ربط و تعلق رکھتے ہیں، خیر ہم تمام رفقاء اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مشعل ایک اس وقت نہایت اہم مجاہدانہ خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کرنا ہی اس دور کی عظیم ترین خدمت ہے۔

آخر میں ہم اپنی و اپنے تمام دوستوں و علاقہ کے مسلمانوں کی جانب سے افغان مجاہدین اور ان کے اکابرین کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی دعا کرتے ہیں کہ بدر و فتح مکہ کی طرح افغانستان فتح کر کے پوری دنیا کا ایک بار دورہ کریں اور بخارا کو دوبارہ سیدنا بخاری علیہ الرحمۃ کا وطن اصلی بنائیں اور ہم بھی آپ کے زیر سایہ رہیں۔ آمین ثم آمین

۵، ۶ مشعل مسلسل ملنے کا اگر کوئی انتظام ہو تو عنایت فرمائیں تاکہ عوام و خواص کی بڑی تعداد مستفیض ہو کر مجاہد بنے۔ عین کرم ہوگا۔

والسلام۔ احقر ابوالحسین قاسمی

۳، جمادی الاول

اخبارِ جہاد

صوبہ کندز کا سب ڈویژن (دارچی) فتح ہو گیا

باوثوق اطلاعات کے مطابق جمیعت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدوں نے صوبہ کندز کے سب ڈویژن دارچی) کے فوجی ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے اسے تار و مار کر دیا۔ جنگ کے دوران ۸ ملیشیا افراد ہلاک اور ۵۵۰ دوسرے فوجیوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا اس جنگ کے نتیجے میں مندرجہ ذیل وسائل اور جنگی ساز و سامان مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

(۱) موٹر گاڑیاں — ۶ — عدد
(۲) ٹینک — ۲ — "
(۳) ہلکی مشین گن — ۴۲۰ "
(۴) بھاری مشین گن — ۲ — "
(۵) مارٹر گن — ۱ — "
(۶) راکٹ لینچر — ۱ — "
(۷) وائرلیس سیٹ — ۱۳ — سیٹ
(۸) مارٹر گن کے گولے ۸۰۰ —
(۹) راکٹ کے گولے — ۲۰۰ —
(۱۰) مختلف النوع گولیاں ۳۰۰ صندوق
(۱۱) گرنیٹ — ۲۰ صندوق

اس کے علاوہ دشمن کو اور بھی نقصان اٹھانا پڑا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہدین کو کوئی ٹھیس تک نہیں پہنچی۔

دشمن کے ۱۷۷ فوجی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے

جمیعت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدوں نے صوبے غزنی کی دارالحکومت غزنی بالا حصار اور دیگر مختلف مقامات پر دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر اچانک حملے کر کے انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے۔

ایک اطلاع کے مطابق جمیعت اسلامی افغانستان کے صوبہ غزنی محاذوں سے متعلق مجاہدین نے ۱۶ نومبر ۱۹۸۸ء کو غزنی بالا حصار اور ائیرپورٹ پر حملہ کر کے دشمن کے ۱۸ فوجی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی طرح مجاہدین نے اپنی ایک اور کاروائی کے نتیجے میں (۴) کابلی فوجی کو ہلاک کر دیا۔

خبریں مزید بتایا گیا ہے کہ ایک اور حملے کے دوران جو غزنی ائرپورٹ پر کیا گیا تھا۔ دشمن کے (۲۶) فوجیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔

موصولہ اطلاعات کے مطابق

جمعیت اسلامی افغانستان کے نڈر مجاہدوں نے ماہ ستمبر ۱۹۸۸ء کے دوران اپنی مختلف جنگی کارروائیوں کے دوران مجموعی طور پر صوبے غزنی کے گرد و نواح میں دشمن کے (۱۲۹) افراد کو جہنم واصل کر دیا جن میں (۲۴) خفیہ پولیس (خاد) کے افراد (۱۸) پولیس آفیسر اور (۸۷) فوجی شامل تھے۔

خوست کا سب ڈویژن "اورگون" شہر فتح کر لیا گیا، ۱۲ ٹینک، ۱۰ توپوں اور دیگر جنگی مہمات پر قبضہ

جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور اور مومن مجاہدوں نے افغانستان کے مختلف مقامات پر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ محاذ جنگ سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق سب ڈویژن "اورگون" جو فوجی اہمیت کی بنا اسے روسی فوجی گڑھ کہا جاسکتا تھا۔ مجاہدین نے فتح کر لیا ہے۔ اور اس سے مجاہدین کو بھاری مقدار میں اسلحہ اور دیگر جنگی سازوسامان ہاتھ لگا ہے۔ موصول ہونے والے رپوٹ کے مطابق حاصل شدہ اسلحہ کی فہرست درج ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) بکتر بند گاڑیاں ——— ۱۲ عدد
(۲) ٹرک ——— ۶۱ "
(۳) توپ ——— ۱۰ "
(۴) ھاوان ——— ۱۲ "
(۵) دہشکہ ——— ۴ "
(۶) راکٹ لانچر ۷ عدد
(۷) زیکویک ۷ "
(۸) جیپ موٹر ۲ "
(۹) کلاشنکوف ۵۵ "

اس کے علاوہ مجاہدین راہ حق نے بھاری مقدار میں گولہ بارود، جنگی وسائل اور خوراکی اشیاء پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

مجاہدین نے "اشترو" فوجی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا ۹ فوجی ہلاک، ۱۷ زخمی کر دیا گیا

جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور مجاہدوں نے ۱۳ دسمبر ۱۹۸۸ء کو کابل دہری حکومت کی فوج کے خلاف ایک کامیاب کارروائی کے نتیجے میں دشمن کی ایک فوجی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا۔ اطلاعات کے مطابق یہ لڑائی مسلسل چار گھنٹوں تک جاری رہی جس کے دوران کابل فوج کے ۹ افراد ہلاک اور دیگر ۱۷ افراد زخمی کر دیا گیا۔ جبکہ ۹ افراد زندہ پکڑے گئے۔ اس جھڑپ میں دیگر جنگی سازوسامان کے علاوہ بھاری مقدار میں گولہ بارود غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ ایک مجاہد ہلکا سا زخمی ہوا۔ جبکہ دیگر مجاہدین بہ عافیت اپنے ٹھکانوں کو واپس لوٹے

ماہ دسمبر میں کابل جلال آباد شاہراہ پر واقع دشمن کی ۲۳ فوجی چوکیاں تباہ کر دیئے گئے

فوجی لحاظ سے کابل جلال آباد شاہراہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدین نے یکم دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء تک کابل جلال آباد شاہراہ پر واقع کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی مختلف فوجی چوکیوں پر اپنی کارروائیاں جاری رکھتے ہوئے ۳۱ دسمبر تک ان کی ۲۳ فوجی چوکیاں تباہ کر ڈالیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس طویل دوران میں جانی نقصانات کے علاوہ دشمن کو بھاری مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے:

۴۶۳ عدد مختلف النوع اسلحہ

غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ جب کہ دشمن کے جنگی سازو سامان کے ۲ ڈیپو نذر آتش کر دیا گیا ہے۔

کابل سوویت فوج کی طرف سے کئی بار انتقامی کارروائیاں کی گئیں لیکن ہر بار ذلیل و رسوا ہو کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گئی۔

اس کے علاوہ خفیہ پولیس "خاد" کے ۱۵ ارکان سمیت دشمن کی ۹۵ فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور ۲۰۶ افراد کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ اس دوران میں دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر بھی مار گرا دیا گیا ہے۔

جلسۂ حدیقۃ العلوم میں

استاد محمد جان "احمدزی" کا خطاب

۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار حدیقۃ العلوم میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں اساتذہ اور سینکڑوں شاگردان مدرسہ کے علاوہ جمعیت اسلامی افغانستان کے مالی کمیٹی کا رئیس جناب محمد جان "احمدزی" نے بھی شرکت کی۔ جلسے کا افتتاح قرآن عظیم الشان کی تلاوت پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے استاد "احمدزی" نے فرمایا:

دینی طلبہ اسلامی معاشرے میں بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں انہوں نے طلبہ جمعیت اسلامی افغانستان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: آپ لوگ اسلامی انقلاب برپا کرنے کا بہترین سرمایہ ہے اور مستقبل میں آپ ہی کے ہاتھوں اسلامی حکومت بننے کی توقع کی جاتی ہے۔ اس لئے آپ کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آپ محنت اور لگن سے علم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

استاد "احمدزئی" نے طالب علموں پر زور دیا کہ وہ لوگوں میں اقامتِ دین اور جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا کریں۔

بعد میں مدرسے کا ناظم جناب عبداللطیف نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زندگی حصول تعلیم دین کے لئے وقف کر دیں اور حصول تعلیم کے بعد اشاعت اور اقامت دین اور لوگوں میں جذبۂ جہاد پیدا کرنے کی پوری کوشش کریں۔

یہ جلسہ جہادِ افغانستان اور آئندہ حکومت میں طالب علموں کے کردار کے بارے میں منعقد کیا گیا تھا

کابل جلال آباد شاہراہ پر

مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں

۱۸، فوجی چوکیوں پر مجاہدین کا قبضہ

محاذ جنگ سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے سربکف مجاہدین نے یکم دسمبر ۱۹۸۸ء سے کابل جلال آباد شاہراہ پر اپنا مکمل قبضہ برقرار رکھا ہے۔

اطلاعات کے مطابق کمانڈر محمد انور کی قیادت میں مجاہدین راہ حق نے کابل جلال آباد شاہراہ پر واقع مختلف فوجی چوکیوں پر حملے کر کے ۱۲ دسمبر تک کابل حکومت کی ۱۲ فوجی چھاؤنیوں پر قبضہ کر کے انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے

اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کے دوران دشمن کے ۳۰۰ مختلف النوع اسلحہ غنیمت کے طور پر ان کے ہاتھ لگے جب کہ ۱۵ ٹینک اور حمل و نقل کے ۸ موٹر گاڑیاں تباہ کر دیئے گئیں ہیں ۲۰۰ کابل فوجی اسلحہ سمیت پکڑے گئے ہیں۔ تاہم بارہ دن شدید جھڑپوں کے دوران راہ حق کے پانچ مجاہد شہید اور ۲۵ دیگر زخمی ہو گئے ہیں۔

کابل جلال آباد شاہراہ پر مجاہدین کا قبضہ، دو فوجی چھاؤنیاں تباہ

موصولہ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے حضرت عمر فاروقؓ فرنٹ کے مجاہدوں نے ۳ر نومبر ۱۹۸۸ء کو کابل جلال آباد شاہراہ پر واقع کابل انتظامیہ کی دو فوجی اسپول بابا اور شیر خان نامی چھاؤنیوں پر حملہ کرکے تباہ کر ڈالا۔ جس میں دشمن کے ۱۸ فوجی افسر ہلاک، چار زخمی اور دیگر چھ کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔

اس جنگ کے نتیجے میں دشمن کا بھاری اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ جب کہ اس جنگ میں ۸ مجاہدین کو معمولی چوٹیں آئیں۔

صوبہ ننگرہار میں شدید جھڑپیں دشمن کے ۵۳ فوجی ہلاک

باوثوق اطلاعات کے مطابق دیگر جہادی تنظیموں کے تعاون سے جمعیت اسلامی افغانستان کے مولوی میرحمنؒ "شہید" نامی فرنٹ کے مجاہدوں نے صوبہ ننگرہار کے گوشتہ نامی علاقے میں دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر حملہ کرکے انہیں تاروما کر دیا

اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ دشمن کے ۵۳ فوجی جن میں اکثر فوجی افسر شامل تھے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس شدید جنگ کے نتیجے میں مجاہدین کو شاندار فتح حاصل ہوئی اور بھاری مقدار میں مختلف النوع اسلحہ غنیمت کے طور پر مجاہدین راہ حق کے ہاتھ لگا دشمن انتقامی کارروائی کے تحت کئی مرتبہ مجاہدین کے ٹھکانوں پر وحشیانہ بمباری کی جس کے نتیجے میں عبدالواحد، عزیز اللہ اور محمد کریم کو معمولی زخم آئے۔

صوبے ہرات میں مجاہدین کی شاندار کامیابی کمانڈر سمیت ۱۸ فوجی افسر گرفتار

جمعیت اسلامی افغانستان کے نمائندے نے ہرات سے اطلاع دی ہے کہ صوبے ہرات کے "گلران" نامی علاقے سے تعلق رکھنے والے حضرت طارقؓ فرنٹ کے ایک مجاہد جناب محمد خان "نورزئی" نے ایک وسیع منصوبے کے تحت کابل انتظامیہ کی فوج میں شمولیت اختیار کی۔ اور پھر ذکر شدہ محاذ کے جیالے مجاہدوں کی مدد سے دشمن کی فوجی چھاؤنی پر حملہ کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ دیگر نقصانات کے علاوہ جنگی سازوسامان اور دوسری مایحتاج اجناس جس کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے مجاہدین کے ہاتھوں غنیمت کے طور پر لگا۔

۱۔	کلاشنکوف	۲۹۲	عدد
۲۔	میکاروف	۴	"
۳۔	ٹی ٹی	۱	"
۴۔	زیکوایک	۲	"
۵۔	گرینوف	۲	"
۶۔	وائرلیس سیٹ	۴	"
۷۔	ٹینک	۲	"

۸۔ اور دیگر مختلف النوع اسلحہ کے علاوہ دو ٹریکٹر ۵ گاڑیاں، ۲۰ ٹن گندم، دو ٹن شکر پر بھی مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ اس جنگ کے نتیجے میں عبدالغفور نامی ایک فوجی افسر اور ان کے ۱۲ فوجیوں کو زندہ گرفتار کر لیا۔ کرنل رحیم اللہ خان جو پولیس کے کمانڈر تھے وہ بھی مجاہدین سے آملے۔

صوبہ فراہ کے مختلف مقامات پر مجاہدین اور کابل سوویت فوجیوں کے درمیان شدید جھڑپیں

جہاد کے گرم مورچوں سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق ۷ر اگست سے ۹ر اگست تک صوبہ فراہ کے سب ڈویژن "شین ڈنڈ" کے نواحی گاؤں شیر آباد اور بخت آباد

ناحی علاقوں میں جمعیت اسلامی افغانستان کے حسن البناؒ شہید فرنٹ کے مجاہدوں اور کابل سوویت فوجیوں کے درمیان شدید جھڑپیں واقع ہوئیں، جس کے نتیجے میں دشمن کا ایک میگ ۲۷ جہاز مار گرایا گیا۔ دو ٹینک نذر آتش کر دیئے گئے۔ جبکہ ایک مجاہد شہید اور دوسرے چار زخمی ہوئے۔

۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو ایک اور جھڑپ کے دوران ۱۰ فوجیوں کو ہلاک کر دیا گیا دشمن نے انتقامی کاروائی کی جس کے نتیجے میں ۱۲ بے گناہ شہری شہید ہوئے۔

ایک دوسری خبر میں بتایا گیا ہے کہ ۱۳ر اگست ۱۹۸۸ء کو دشمن کے ایک ٹینک کو بارودی سرنگ کے ذریعے تباہ کر دیا گیا ہے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق حسن البناؒ نامی فرنٹ کے جیالے مجاہدوں نے ۱ر اگست کو دشمن کی ایک فوجی چوکی پر اچانک حملہ کر کے اس کے ۱۵ ملیشیا افراد کو موت کے گھاٹ اتار کر تین کو زندہ گرفتار کر لیا، ۱۰ کلاشینکوف پر بھی قبضہ جما لیا۔ اس خونریز جنگ کے نتیجے میں دو مجاہد شہید اور ۱۵ زخمی ہو گئے۔

اس خبر میں مزید بتایا گیا ہے کہ صوبہ فراہ کے نواحی گاؤں (مادہ گان) نامی علاقے میں ہونے والی جھڑپ کے دوران دشمن کے دس افراد ہلاک ۱۵ ار کو زخمی کر دیئے گئے ایک ٹینک نذر آتش ہوا جبکہ پانچ مجاہدین راہِ حق زخمی ہوئے۔

جلال آباد کے نواح میں تین چوکیوں کا صفایا، متعدد کابل فوجی ہلاک

جلال آباد میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر اسکڈ میزائلوں سے حملہ، سات مجاہدین شہید، جلال آباد پر قبضہ کی حکمت عملی طے کر لی گئی

لندن ۲۳ر دسمبر (اژانس افغان) مشرقی افغان صوبے ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے چھاپہ مار کاروائیاں کر کے جلال آباد کے نواح میں چار باغ اور مکتب کے مقام پر تین حفاظتی چوکیاں تباہ کر دیں۔ بتایا گیا ہے کہ ۸ر دسمبر کی اس کاروائی میں حفاظتی چوکیوں کے کابل فوجی متعدد لاشیں اور زخمی لے کر بھاگ نکلے جن کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ مجاہدین نے بھاری اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ کر حفاظتی چوکیوں کی عمارات دستی بموں سے اڑا دیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اسی روز قابض روسی حکام نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر سکڈ میزائل چلائے۔ جس کے نتیجے میں سات مجاہدین شہید اور تیس زخمی ہو گئے۔

افغان رہنما نے سات جماعتی اتحاد کی مقرر کردہ صوبائی انتظامیہ کے عہدیداروں اور مجلس شوریٰ کے ارکان سے ملاقاتوں میں جنگ سے متاثرہ عوام کی فلاح وبہبود کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے وادی کنہر آزاد کرانے کی جدوجہد میں شامل تمام تنظیموں کے کمانڈروں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے انہیں ہدایت کی کہ وہ جلال آباد کے محاذ پر پہنچ جائیں۔ ترجمان کے مطابق انجنیئر حکمت یار نے صوبہ ننگرہار میں اہم فوجی مرکز ثمرخیل کے نواح میں مجاہدین کے اگلے مورچوں کا معائنہ کیا۔ جہاں انہوں نے جلال آباد کے سقوط کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔

افغان رہنما نے سروبی کے محاذ پر دو دن گزارے اور وہاں پر متعین کمانڈروں کو جنگی حکمت عملی کے بارے میں ہدایت دیں۔ انجنیئر حکمت یار ان دنوں سات جماعتی اتحاد کی سپریم کونسل کے اجلاس میں شریک ہیں، جو روسیوں سے آئندہ مذاکرات کے لئے ایجنڈے کو قطعی شکل دے رہی ہے۔

قندھار شہر پر مجاہدین کا ایک اور حملہ

لندن ۱۶ر دسمبر (اژانس افغان) قندھار شہر کے نواحی علاقے ارغنداب میں چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے تازہ دم دستے کی پیش قدمی ناکام بنا دی۔ جو وہاں نئی حفاظتی چوکی قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

اطلاعات کے مطابق ایک ٹینک کی تباہی کے بعد بکتر بند دستہ قندھار چھاؤنی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ مجاہدین نے

فرار ہونے والے فوجیوں کے ایک ٹرک اور ایک جیپ پر قبضہ کر لیا جس میں وائرلیس نصب تھا ۔

افغان مجاہدین نے قصبہ گوشتہ پر قبضہ کرلیا ۔ کئی کابل فوجی گرفتار

پشاور ۔ مشرقی افغان صوبے ننگرہار میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈکوارٹر جلال آباد کے مشرق کی طرف سب ڈویژنل قصبے گوشتہ پر قبضہ کر لیا ہے ۔ جس کے ساتھ ننگرہار کے آٹھ سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر کابل انتظامیہ کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں ۔

ایجنسی افغان پریس نے بتایا ہے کہ حزب اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر عطاء اللہ خان کی قیادت میں ۲۵ نومبر کی رات گوشتہ قصبے کا محاصرہ کر لیا اور ۲۴ گھنٹوں کی مزاحمت کے بعد اس پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے

جدید اسلحہ سے لیس مزید ۵ ہزار روسی افغانستان میں داخل ہوگئے ہیں ربانی

روس اور مجاہدین میں براہ راست مذاکرات باقاعدہ ایجنڈے کے مطابق ہوں گے

اسلام آباد ۱۸ دسمبر ۔ اتحاد اسلامی افغان مجاہدین کے موجودہ صدر پروفیسر برہان الدین نے کہا ہے کہ مجاہدین اور روس کے درمیان بات چیت کا دوسرا دور اسلام آباد میں ہوگا ۔ اور اس کی تاریخیں فریقین کی جانب سے ایجنڈے کو حتمی شکل دینے کے بعد مقرر کی جائیں گی وہ آج صبح یہاں شمالی یمن سے واپسی پر اسلام آباد ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے ۔ جس میں مختلف ابلاغ سے تعلق رکھنے والے ملکی وغیر ملکی صحافیوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی ۔ مسکراہٹ ان کے چہرے پر نمایاں تھی اور وہ بے حد خوشگوار موڈ میں تھے ۔ انہوں نے بتایا کہ طائف مذاکرات روسیوں کی جانب سے بار بار کی درخواستوں پر منعقد ہوئے جو افغان مجاہدین سے براہ راست رابطہ کے خواہاں تھے ۔ اور میں افغان مسئلہ کے سلسلے میں ایک اہم پیش رفت تصور کرتا ہوں ۔ کیونکہ تقریباً ایک عشرے کے بعد انہیں کچھ سمجھ آئی ہے اور انہوں نے کابل کی کٹھ پتلی حکومت کو نظر انداز کرتے ہوئے افغان مجاہدین کے کلیدی کردار کا اعتراف کیا ہے ۔

پروفیسر ربانی نے بتایا کہ ہم نے طائف میں روسی مذاکرات ٹیم پر واضح کر دیا ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ دوسرا دور پہلے دور کی مانند ہو ۔ جہاں بات چیت کے لئے کوئی ایجنڈا ہی نہیں ہو ۔ اتحاد اسلامی افغان مجاہدین کا اجلاس کل ۱۹ دسمبر کو ہو رہا ہے ۔ جس میں ایجنڈے کو قطعی شکل دی جائے گی ۔

طائف مذاکرات میں روسیوں نے دو نکات پر زور دیا ایک آئندہ حکومت میں کٹھ پتلی حکومت کی شراکت اور دوسرے افغانستان میں جنگ بندی ۔ ہم نے ان پر پوری طرح واضح کر دیا ہے کہ کٹھ پتلی حکومت کی شراکت کا سرے سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ اگر اس پر اصرار کیا گیا تو ہم اسے افغانستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کے مترادف سمجھیں گے ہم دیرپا امن کے خواہاں ہیں ۔ مگر کسی بیرونی فوجی طاقت کے مسلط کردہ امن کے خواہاں نہیں ہیں ۔ پھر یہ بھی طرفہ تماشا ہے کہ ایک طرف تو روسی کہتے ہیں کہ ہم امن چاہتے ہیں اور دوسری جانب انتہائی مہلک ہتھیاروں سے بے گناہ شہریوں کا خون بہا رہے ہیں ۔ ہم نے ان سے کہہ دیا ہے کہ جب تک روسی افواج مکمل طور پر واپس نہ ہو جائیں افغانستان میں امن بحال نہیں ہو سکتا اور انہیں سمجھوتہ کے مطابق ۱۵ فروری تک رخصت ہو جانا چاہئے ۔ بات چیت میں جو دیگر تجاویز مجاہدین کی جانب سے پیش کی گئی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر ربانی نے بتایا کہ وہ تجاویز یہ ہیں ۔ کہ روسی افغانستان میں بمباری اور شیلنگ بند کر دیں ۔ وہ کٹھ پتلی حکومت کی فوجی سپلائی میں کٹوتی کریں ۔ تاوان جنگ ادا کریں ، جدید اسلحہ ساتھ لے جائیں ۔ ورنہ مجاہدین جنگ جاری رکھنے پر مجبور رہیں گے ۔ مزید حملے نہ کرنے کی ضمانت دیں آئندہ حکومت میں کٹھ پتلی انتظامیہ کی شرکت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا ۔ نیز تمام اسیران کی جو روس میں قید ہیں ۔ غیر مشروط رہائی ۔ پروفیسر ربانی نے کہا کہ اگر روسی افغانستان میں امن بحال کرنے پر اور

پروگرام کے مطابق انخلاء پر رضامند ہو گئے تو مجاہدین ان کی واپس ہوتی ہوئی افواج اور روسی فوجیوں کو واپس لے جانے والے طیاروں پر حملے نہیں کریں گے ۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے لئے جدید اسلحہ لے کر مزید ۵ ہزار روسی فوجی افغانستان میں داخل ہوئے ہیں ۔ یہ امن کی بحالی کے بلند و بانگ دعوؤں کے قطعی برعکس اور متضاد بات ہے ۔ سپریم کونسل کے انتخابات کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ انتخابات کی ایک تجویز ہمارے سامنے تھی مگر طوفانی موسم اور جنگ کی شدت کے باعث اسے ملتوی کرنا پڑا ۔ لیکن وسیع بنیاد پر سپریم کونسل کی ایک تجویز ہنوز ہمارے زیر غور ہے ۔ سعودی عرب میں دیگر افراد سے ملاقاتوں کے بارے میں جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا سارا وقت روسیوں سے بات چیت میں گزرا۔

جلال آباد کے اطراف مجاہدین اور فوجی دستوں کی خونریز جھڑپیں

کابل سے جانے والی شاہراہ کا رابطہ منقطع کرنے کے لئے مجاہدین نے مورچے سنبھال لیے۔

لندن ۴ر دسمبر (اثنانس افغان) مشرقی افغان صوبہ ننگرہار کے ہیڈ کوارٹر جلال آباد کا محاصرہ تنگ کرنے کے لئے مجاہدین نے ثمرخیل اور جلال آباد کے درمیان اپنی کارروائیاں تیز کر دی ہیں ۔ حزب اسلامی ، جمعیت اسلامی اور حزب اسلامی (یونس خالص) کے چار ہزار سے زائد مجاہدین نے جلال آباد کے نواح میں مورچے سنبھال لئے ہیں ۔ جلال آباد کی مہم میں صوبہ ننگرہار کے علاوہ وادی کنڑ ، پغمان اور کابل کے حریت پسند شریک ہیں ۔ جن کی قیادت کمانڈر محمد انور اور محمد زاہد کر رہے ہیں ۔ ان ذرائع نے بتایا ہے کہ جلال آباد کی تسخیر کے لئے مجاہدین کے سامنے اہم مرحلہ کابل جانے والی شاہراہ منقطع کرنا ہے تاکہ زمینی راستہ سے رسد کی ترسیل بند کی جاسکے ۔

جلال آباد اور کابل کو ملانے والی شاہراہ کے اطراف میں مجاہدین مورچہ بندیاں کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں روسی کابل دستوں کی نقل و حرکت محدود ہو چکی ہے ۔ اطلاعات کے مطابق ثمرخیل اور جلال آباد کے درمیان جھڑپوں میں فوجی دستوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا ہے تاہم اس کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں ۔ ننگرہار میں مجاہدین کی ایک اور کامیابی بٹ کوٹ پر قبضہ ہے ۔ جہاں سے ۲۷ر نومبر کی صبح کٹھ پتلی دستوں کو پسپا ہونا پڑا ۔ اتحاد اسلامی کے ذرائع نے اس معرکہ کی اطلاع دیتے ہوئے بتایا ہے کہ بٹ کوٹ چھاؤنی سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا

صدر پاکستان کو پروفیسر

برہان الدین کی مبارکباد

پشاور ۴ر دسمبر (پی پی آئی) افغان مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد کے چیئرمین پروفیسر برہان الدین ربانی نے صدر غلام اسحاق خان کو ایک ٹیلی گرام ارسال کیا ہے ۔ جس میں انہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صدر منتخب ہونے پر مبارکباد دی

(باقی صفحہ ۶۲ پر)

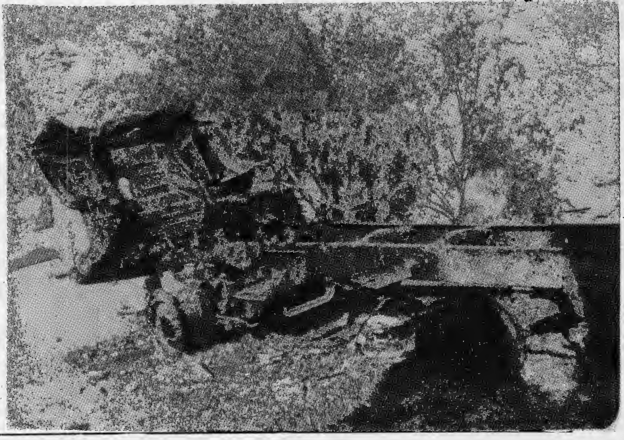

کے دوران اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے ترجمان کی حیثیت سے جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی" نے روسی وفد کے سربراہ وارنسٹوف کو یقین دلایا کہ روسی افواج کی واپسی کے موقع پر افغان مجاہدین ان پر حملے نہیں کریں گے۔ بشرطیکہ روسی افواج اپنی واپسی کے دوران مجاہدین کے خلاف جنگ کی پوزیشن میں نہ ہو نام نہاد جنیوا معاہدہ جس پر خود روس نے ضامن کی حیثیت سے دستخط کئے ہیں۔ خود اس امر کا پابند ہے کہ اپنی فوج کو ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء تک افغانستان سے واپس بلالے۔ اب روسی افواج کی واپسی کی مدت میں صرف ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے، روسیوں کو چاہیئے تھا کہ وہ اپنی باقی فوج کے انخلاء کا عملی آغاز کر دیتا اور اس تھوڑے عرصے میں وہ اپنی بساط سمیٹ لیتا۔ اس لیے یہاں کہنا پڑتا ہے کہ جنگ بندی یا اور کوئی شرط کی یہاں سرے سے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا روس کی طرف سے جنگ بندی کی پیشکش کسی مقصد سے خالی تصور نہیں کیا جا سکتا۔

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ ۱۹۸۷ء میں جب کابل انتظامیہ نے فائر بندی کا اعلان کیا تھا تو دوسرے دن ہی کابل روسی فوجیوں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر وحشیانہ بمباری کی اور اس طرح اپنے عاید کردہ تعہد نامے کی خلاف ورزی کی اور اب انہوں نے جو جنگ بندی کا اعلان کیا ہے اعلان کے ایک گھنٹے بعد اسے توڑ دیا اور جلال آباد سے مجاہدین پر توپوں سے گولہ باری کی جس کے نتیجے میں چاردھی، غازی آباد اور باریکاب میں چار دیہاتی اور ایک خاتون شہید ہوئے اور اس ضمن میں وہ ماضی کی طرح آج بھی اپنے وعدوں میں صادق نہیں۔ روسی چاہتے ہیں کہ اپنے پرانے اور مکارانہ حربوں کو ایک بار پھر آزمائے، مگر افغان عوام ان کی سبھی عیارانہ سازشوں سے بخوبی آگاہ ہیں وہ ہرگز ان کے پھندوں میں نہیں آسکتے۔ ہم اس یکطرفہ جنگ بندی کو مسترد کرنے کے ساتھ یہ اعلان بھی کرتے ہیں کہ جب تک افغانستان سے مکمل طور پر روسی فوجوں کا انخلاء نہیں ہوتا ان کی قائم کردہ کٹھ پتلی انتظامیہ کا خاتمہ نہیں ہوتا اور افغانستان میں مجاہدین کی ایک اسلامی حکومت قائم نہیں ہو جاتی ہمارا جہاد اور اسلامی مشن گزشتہ کی مانند جاری وساری رہے گا۔ ہم نے اپنے انتہائی مقاصد کے لیے جو اسلحہ اٹھایا ہے اپنے مقاصد حاصل کئے بغیر اسے زمین پر نہیں رکھیں گے۔ یہ ہمارا عقیدہ، ایمان اور اٹل فیصلہ ہے۔ اس طرح کی جنگ بندی کا اعلان اب "قصئہ پارینہ" بن چکا ہے۔ جنگ بندی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ روسی افواج بلا قید وشرط مکمل طور پر افغانستان سے نکل جائیں۔

قافلۂ شہدا

شہید گل رحمن:

جناب لعل محمد کے جواں سال فرزند شہید گل رحمن صوبے کابل کے "چکلین" نامی گاؤں کے ایک متقی، محب وطن مگر غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے حصول علم دین کا انہیں شوق تھا، چنانچہ ۴ سال کی عمر میں ہی انہیں امام مسجد کے سپرد کر دیا گیا جب ان کی عمر ۷ برس کی ہوئی۔ تو انہیں اسکول میں داخلہ دلوایا گیا۔ ابھی وہ تعلیم پا رہے تھے کہ افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور رونما ہوا تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور کم سن ہونے کے باوجود بندوق اٹھائی اور اپنے مسلمان بھائیوں کے شانہ بشانہ عملی جہاد کا آغاز کیا۔ اس کم سن مجاہد کو شہادت کا نہایت شوق تھا چنانچہ ہر معرکے میں وہ صفِ اول کا مجاہد قرار پایا۔ کئی معرکوں میں وہ داد شجاعت اور تحسین پاتا رہا آخر کار ۱۹۸۶ء کے ایک خونین معرکے میں جو انہی کے آبائی گاؤں میں لڑی گئی دشمن کے ایک بے رحم گولے نے ان کے گرم سینے کو چھلنی کر کے سرد کر دیا اور اس طرح یہ مجاہد جامِ شہادت نوش کر گئے۔

۱. شہید عبدالحق "فریور"۔

جناب ملا میر عبداللہ کے جواں سال فرزند شہید عبدالحق عرف "فریور" نے آج سے تقریباً ۲۴ سال پہلے صوبے پروان کے سب ڈویژن پنجشیر "اعتابہ" نامی قصبے کے ایک دیندار، متدین اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی ابھی وہ آٹھویں جماعت کے طالبعلم تھے کہ افغانستان میں روسی ایجنٹوں کے ذریعے نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان عوام پر بے تحاشا مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔ اس مردِ مجاہد نے جہاد کو حصول تعلیم پر ترجیح دی اور اپنے مجاہد بھائیوں کی صف میں داخل ہو گیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس مجاہد نے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ دکھایا اور پھر اپنے اعلیٰ کمانڈر کی جانب سے ۱۹۸۳ء میں اپنے ایک تعداد مجاہد بھائیوں کے ساتھ اسلامی تعلیم کے حصول کے لئے ایران بھجوایا گیا۔ ایران میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد واپس پنجشیر لوٹا تاکہ جو کچھ اس نے سیکھا ہے اپنے دوسرے

مجاہد بھائیوں کو بھی سکھاتے۔ تدریس کے مشغلے کے ساتھ ساتھ وہ جہاد کے ہر محاذ پر صف اول کا مجاہد بھی تھا۔ ایک طویل عرصہ جہاد جاری رکھنے کے بعد ۳۲ سال کی عمر میں ۹ جنوری ۱۹۸۷ کو ایک خونین جھڑپ کے دوران جام شہادت نوش کر گئے۔

۲۔ شہید محمد حنیف:

شہید محمد حنیف [illegible] صوبے لغمان کے ایک متقی، دیندار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے وہ بچپن ہی سے حصول علم دین کے شائق تھے۔ چنانچہ والدین کی نیک تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو چکے تھے ابھی وہ اپنی ابتدائی تعلیم مکمل ہی کر پائے تھے کہ افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب آیا اور افغان عوام روسی سامراج کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔ اسی مرد مومن نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور بندوق اٹھا کر میدان جہاد میں کود پڑا۔ ۱۹۸۵ میں ایک دفعہ وہ کابل انتظامیہ کے مزدوروں کی جانب سے گرفتار ہوئے اور ایک تھوڑا عرصہ جیل میں گزارنے کے بعد انہیں جبری طور پر فوج میں بھرتی کر دیئے گئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس نے فوجی افسروں اور اپنے فوجی بھائیوں کے ساتھ رابطہ قائم کر کے عسکریت سے فرار کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ چنانچہ وہ اپنے دو فوجی افسر اور تقریباً ۱۲ فوجی جو جدید ترین اسلحہ سے لیس تھے فرار ہو کر مجاہدین سے آملے اور پھر وہ پشاور تشریف لائے۔ کچھ عرصہ یہاں گزارنے کے بعد وہ دوبارہ جہاد کے گرم اور خونین مورچوں کی جانب لوٹے جہاں شہادت انہیں پکار رہی تھی۔

آخر کار ۲۵ جولائی ۱۹۸۷ء عید قربان کی نماز ادا کرنے کے فوراً ہی بعد نورستان کے "مثیل" نامی گاؤں میں کابل انتظامیہ کے خفیہ پولیس "خاد" کے ذریعے وہ شہید ہوئے اور ۲۴ سال کی عمر میں وہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

۳۔ شہید شاہ ولی:

جناب غیاث الدین کے فرزند شہید شاہ ولی ۱۹۶۳ء میں صوبے فاریاب کے ایک نواحی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انہیں بچپن ہی سے جہاد اور شہادت کا شوق تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان دونوں آرزوؤں کو عالم شباب میں پورا کر دیا۔ جونہی افغانستان کے اُفق پر کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور روسی کمیونسٹوں نے افغان مسلمان عوام پر ان کا عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو اس کمسن مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ پھیرا بندوق اُٹھائی اور اس عزم کے ساتھ میدان جہاد میں کود پڑا کہ سر کٹوا کر شہید بنے یا پھر میدانِ جہاد میں کامیاب ہو کر غازی کا لقب حاصل کرے چنانچہ کئی معرکوں میں وہ غازی بنے۔ آخر کار وہ ایک خونین جھڑپ کے دوران اپنے چار مجاہد بھائیوں غلام محمد ولد محمد اکبر سیف الملوک ولد محمد حکیم، ملا لعل محمد ولد حاجی محمد رحیم اور حاجی محمد رحیم ولد محمد حکیم سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔

۴۔ شہید عمر گل:

جناب اولیاء گل کے جوان سال فرزند شہید عمر گل صوبے ننگرہار کے "لنڈا بوچ" نامی گاؤں کے ایک

دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب افغانستان میں روسی نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام سرخ سامراج کی چکی میں پسنے لگے۔ تو اس مرد مجاہد نے دنیوی کاموں کو لات ماری اور عملی جہاد کا آغاز کیا۔ ایک طویل عرصے تک جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں صف اول

کے مجاہد کا کردار ادا کیا۔ بے شمار معرکوں میں شاندار کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔ بھاری مقدار میں مالِ غنیمت دشمنوں سے چھینا بالآخر ۱۹۸۷ء کے ایک خونین معرکے میں بے جگری سے لڑتے ہوئے کام آئے اور اس طرح شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے۔

بقیہ :- اخبار جہاد

گئی ہے۔

انہوں نے کہا کہ صدر غلام اسحٰق خان کی بھاری اکثریت سے کامیابی پاکستان کے لئے ان کی گرانقدر خدمات کا واضح اعتراف ہے۔ اسی طرح ہمارے افغان بھائی اپنے جائز مقصد کے لئے ان کی بھرپور تائید کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

علاوہ ازیں پروفیسر برہان الدین ربانی نے اس سے قبل وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو بھی ان کی کامیابی پر مبارکباد کے پیغامات بھیجے ہیں۔

صوبہ ننگرہار میں اہم فوجی مرکز پر مجاہدین کا قبضہ، جلال آباد کی تسخیر کے لئے وادیٔ کنڑ سے رسد کا راستہ بحال ہو گیا

لندن ۱۷ر جنوری (آرائش افغان) مجاہدین نے مشرقی افغانستان کے صدر مقام جلال آباد سے پندرہ کلومیٹر دور خیوہ کے اہم فوجی مرکز پر قبضہ کر لیا ہے۔ جس کے نتیجے میں وادی کنڑ سے مجاہدین کے لئے کمک کا نزدیکی راستہ بحال ہو گیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اس معرکے کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ ۲۵ر دسمبر کو مجاہدین نے خیوہ قصبے کے فوجی مرکز پر یلغار کی۔ جہاں دن بھر کی مزاحمت کے بعد بکتر بند دستے جلال آباد کی طرف بھاگ نکلے۔ تاہم ایک فوجی کمانڈر اور تین افسر گرفتار کر لئے گئے۔ کمانڈر کشمیر خان کی قیادت میں لڑائی کے دوران مجاہدین نے ایک بھاری مشین گن انہتر کلاشنکوف رائفلیں اور سات پستولوں کے علاوہ گولہ بارود پر قبضہ کر لیا۔ اطلاعات کے مطابق خیوہ اور جلال آباد کے درمیان حفاظتی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔ جس سے دونوں مقامات کے مجاہدین رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سب ڈویژنل قصبے خیوہ کے ساتھ گوشتہ، حصارک دیہہ بالا، شنوار، غنی خیل، بٹ کوٹ، خوگیانی اور طورخم کے فوجی مراکز مجاہدین کے قبضے میں آ چکے ہیں،

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنا ہے

PROPERTY OF ACKU

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا روسی سامراج کی یلغار
اور ظلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور
غربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اسلامی کا احیاء

روسیوں کی وحشیانہ
بمباری کا ایک
مُنہ بولتا ثبوت

مجاہدین ایک فوجی چھاؤنی پر قبضہ کرنے کے بعد چند اسیر فوجیوں اور اسلحہ کے ساتھ

PROPERTY OF ACKU

فرمانِ الٰہی

ہماری خاطر مجاہدہ کرنے والے

جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے۔ انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ محسنین (نیکوکاروں) ہی کے ساتھ ہے۔

تشریح:

مجاہدہ کے معنیٰ مخالف طاقت کے مقابلہ میں کشمکش اور جدوجہد کرنے کے ہیں اور جب کسی مخالف طاقت کی نشان دہی نہ کی جائے۔ بلکہ مطلقاً مجاہدہ کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہتی کشمکش ہے

مومن کو اس دنیا میں جو کشمکش کرنی ہے اس کی نوعیت یہی کچھ ہے۔ اسے شیطان سے بھی لڑنا ہے۔ جو اس کو ہر آن نیکی کے نقصانات سے ڈراتا اور بدی کے فائدوں اور لذتوں کے لالچ دلاتا رہتا ہے اپنے نفس سے بھی لڑنا ہے جو اسے ہر وقت اپنی خواہشات کا غلام بنانے کے لئے زور لگاتا رہتا ہے۔ اپنے گھر سے لے کر آفاق تک ان تمام انسانوں سے بھی لڑنا ہے۔ جن کے نظریات، رجحانات، اصول، اخلاق رسم و رواج، طرز تمدن اور قوانین معیشت و معاشرت دین حق سے متصادم ہیں اور اس ریاست سے بھی لڑنا ہے۔ جو خدا کی فرمانبرداری سے آزاد رہ کر اپنا فرمان چلائے اور نیکی کی بجائے بدی کو فروغ دیتے ہیں۔ اپنی قوتیں صرف کرے۔ یہ مجاہدہ ایک دو دن کا نہیں عمر بھر کا اور چوبیس گھنٹوں میں سے ہر لمحہ کا ہے اور کسی ایک میدان میں نہیں زندگی کے ہر پہلو میں ہر محاذ پر ہے۔ اسی کے متعلق حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

"آدمی جہاد کرتا ہے خواہ کبھی ایک دفعہ بھی تلوار نہ چلائے"

جو لوگ اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ دنیا بھر سے کشمکش کا خطرہ مول لے لیتے ہیں، انہیں اللہ تعالےٰ ان کے حال پر نہیں چھوڑتا بلکہ وہ ان کی دستگیری و رہنمائی فرماتا ہے اور اپنی طرف آنے کی راہیں ان کے لئے کھول دیتا ہے۔ وہ قدم قدم پر انہیں بتاتا ہے کہ ہماری خوشنودی تم کس طرح حاصل کر سکتے ہو۔ ہر موڑ پر انہیں روشنی دکھاتا ہے۔ کہ راہِ راست کدھر ہے اور غلط راستے کونسے ہیں۔ جتنی نیک نیتی اور خیر طلبی ان میں ہوتی ہے اتنی ہی اللہ کی مدد اور توفیق و ہدایت بھی انکے ساتھ رہتی ہے۔

فرمانِ نبویؐ

آغازِ سفر

حضرت خباب بن ارتؓ کہتے ہیں ہم نے صرف اللہ کی رضا کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ اللہ ہمیں اس کا اجر دے گا۔ ہم میں سے بعض تو اپنی محنت کا پھل کھائے بغیر دنیا سے چل بسے۔ ان میں سے ایک مصعب بن عمیرؓ تھے۔ وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ان کو کفن پہنانے کے لئے ہمیں کوئی کپڑا نہ ملا سوائے ایک دھاریدار چادر کے اس چادر سے جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے رہتے اور جب اسے ان کے پاؤں پر ڈالتے تو ان کا سر کھلا رہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان کے سر کو ڈھانپنے اور پاؤں پر خوشبودار گھاس ڈالنے کا حکم دیا (بخاری)

تشریح:

یہ حدیث تاریخی اہمیّت کی حامل ہے اس میں اس مرحلے کی حالت بیان کی گئی ہے۔ جب اسلامی تحریک اپنی کش مکش کے ابتدائی دور سے گزر رہی تھی۔ حضرت خبابؓ نے دو نکات خصوصیت سے بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے ہجرت سے لے کر جہاد تک جو کچھ بھی کیا وہ اللہ کی رضا کے لئے کیا۔ اس میں دنیا کی کوئی طلب شامل نہ تھی۔

حضرت خبابؓ کے الفاظ ہیں۔

"ہم نے صرف اللہ کی رضا کے لئے حضورؐ کے ساتھ ہجرت کی اور اس کا اجر ہمیں اللہ دے گا۔"

یعنی دنیا سے اجر کی توقع نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں جب ہم نے اپنے وطن کھیتی باڑی اور کاروبار کو چھوڑا تو اس میں یہ تصوّر دور دور تک شامل نہ تھا۔ کہ آگے چل کر ہمیں دنیا کی دولت خزانے اور اقتدار ملے گا۔ بلکہ جو عمل ہم نے کیا تھا۔ وہ صرف لوجہ اللہ تھا یہ کہ اللہ کا حکم ہے اور اس کی تعمیل سے ہم سے راضی ہو جائے گا۔

مدنی زندگی کے آخری دور میں صحابہ کرامؓ نے دولت دنیا کی بے پناہ ریل پیل اپنی آنکھوں سے دیکھ لی جن لوگوں کو مکہ میں پناہ نہیں ملتی تھی وہ فاتح مکہ بنے اور جن کو رؤسار قریش اپنے قریب بھی بیٹھنے نہیں دیتے تھے۔ دوسرے ممالک کے سفرا ان سے ملاقات کے لئے صف بستہ منتظر رہتے تھے۔

حضرت خبابؓ کا کہنا ہے کہ ہجرت کرتے وقت ایسی کسی چیز کا تصوّر بھی ان کے قریب نہیں پھٹکا تھا بلکہ انہوں نے جو دکھ تکلیف اٹھائی وہ صرف رضائے الٰہی کے لئے اور اپنی عاقبت کی بہتری کے لئے تھی، دنیا کے مال و منال اور جاہ و منصب کے لئے نہ تھی۔

دوسری چیز آپ نے از راہ حسرت یہ بیان کی کہ کچھ لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جدوجہد اور محنت کا انجام نہ دیکھ سکے

جس طرح ہر کھیتی پک کر اپنا حاصل دیتی ہے۔ اسی طرح ہر محنت کا بھی ایک ثمر ہوتا ہے۔ تمام مزاحمتوں اور مخالفتوں کے باوجود صحابہ کرامؓ کو یقین تھا کہ جس نظام کو بروئے کار لانے

کے لئے وہ جدو جہد کر رہے ہیں انشاء اللہ ایک دن وہ ضرور قائم ہو کر رہے گا۔

انہوں نے جس خدا کا دامن تھاما تھا وہ قادر و غالب ہے اس لئے مایوسی اور ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

حضرت خبابؓ نے انسانی فطرت کے مطابق اپنے رفقاء سے ہمدردی کے طور پر کہا کہ یہ لوگ دنیا میں اپنی محنت کا پھل نہ کھا سکے اگر چہ آخرت کا انعام ان کے لئے ثابت و موجود ہے۔ اگر دنیا میں بھی وہ اپنی محنت کے پھل کو دیکھ لیتے تو ان کا جی مزید خوش ہو جاتا۔

اس روایت میں حضرت خبابؓ نے اسلامی تحریک کے ابتدائی زمانے کی حالت بیان کی ہے۔ جب کوئی فصل کاشت کی جاتی ہے تو کسان کو بڑی محنت اور مشقت کرنا پڑتی ہے۔ بعد کی نسلیں جو اس محنت کا صرف پھل کھاتی ہیں، تصور بھی نہیں کر سکتیں کہ ان کے اسلاف کو کن حالات و مشکلات کا سامنا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت خبابؓ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تدفین کا واقعہ بیان کیا تاکہ آئندہ نسلوں کو معلوم رہے کہ دینِ اسلام کا پودا کن مراحل سے گزر کر تناور ہوا ہے اور اس کی کاشت اور حفاظت کے لئے کتنی جدوجہد اور قربانیاں دینا پڑیں۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ مکے کے خوش پوش ترین آدمی تھے۔ دولتِ دنیا کی بھی کمی نہ تھی۔ لیکن جب اسلام قبول کیا تو اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ پورے بدن کو ڈھانپنے کے لئے بھی کوئی چادر میسر نہ تھی اور یہ حال صرف حضرت مصعبؓ ہی کا نہ تھا پوری جماعت اسلامی کا تھا۔

دین کے ابتدائی دور کی عسرت کا بیان ایک اور حدیث میں بھی ملتا ہے۔ جو بڑی رقت انگیز ہے بخاری شریف ہی میں آتا ہے کہ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روزہ سے تھے اور ان کے لئے افطاری کا کھانا لایا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا، مصعب بن عمیرؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔ اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ لیکن ان کے کفن کے لئے جو دھاریدار چادر ملی وہ اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانپا جاتا تو پیر کھل جاتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مزید فرمایا:

حضرت حمزہؓ بھی جنگ احد میں شہید ہوئے۔ وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔ ہمارے لئے تو دولتِ دنیا کے انبار لگ گئے ہیں۔ ڈر لگتا ہے کہ ہماری نیکیوں کا اجر شاید ہمیں دنیا ہی میں دے دیا گیا ہے۔

حالانکہ صحابہ کرامؓ کو اجر آخرت کی طلب تھی۔ دنیا کی دولت دیکھ کر انہیں خوف ہوا کہ کہیں آخرت کے اجر سے وہ محروم نہ کر دیئے جائیں۔

روایت میں آتا ہے کہ اس بیان کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی ہچکی بندھ گئی اور وہ کھانا بھی نہ کھا سکے۔

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا حمزہؓ کو بھی صرف ایک چادر میں دفنایا گیا تھا۔ کیونکہ شہداء کی تدفین کے لئے ضرورت کا کپڑا بھی میسر نہیں تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

"لڑائیاں دو قسم کی ہیں۔ جس شخص نے خاص خدا کی خوشنودی کے لیے جنگ کی، امام کی اطاعت کی، اپنا بہترین مال خرچ کیا اور فساد سے پرہیز کیا اس کا سونا اور جاگنا سب اجر کا مستحق ہے اور جس نے دکھاوے اور شہرت کے لیے جنگ کی، امام کی نافرمانی کی، اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ برابر بھی نہ چھوٹے گا۔"

روس کی عظمت کا طلسم ٹوٹ چکا ہے

۲۷ دسمبر کی مناسبت سے پروفیسر برہان الدین ربانی" کا پیغام

میرے ستم زدہ اور وطن سے دور مہاجر افغان بھائیو! اور جہاد میں مصروف وطنِ عزیز کی شمع آزادی کے پروانو! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

آج ایک بار پھر ہم ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء (۶ جدی ۱۳۵۸ ش) کو افغانستان میں رونما ہونے والے المیہ کے نتیجے میں ان خونین اور دردانگیز واقعات کی مذمت میں ایک ایسے موقع پر جمع ہو رہے ہیں۔ جب کہ ٹھیک اسی روز ہمارے سرفروش اور سرانداز افغانستان پر روسی فوجی جارحیت اور بربریت کے خلاف اپنے وطن عزیز کی آزادی کے لئے فوج اور اسلحہ کے لحاظ سے ایک بڑے دشمن کے خلاف ایمان کے ہتھیار سے لیس ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آج تک اس نام نہاد بڑی طاقت کو ہر محاذ پر شکست پر شکست دے رہے ہیں اور اپنے خون کا سمندر بہا کر افغانستان کی آزادی کو حقیقت بنا دیا۔

اگرچہ دشمن کا یہ جارحانہ اقدام بظاہر ہماری تباہیوں کا سبب بنا۔ لیکن آزادی کی خاطر یہ تمام تباہیاں اور بربادیاں کچھ بھی نہیں۔ بلکہ ہماری یہ جدوجہد کفر و الحاد اور آزادی کے

> ہم کسی بھی صورت میں افغان کمیونسٹوں کو حکومت میں شامل نہیں کریں گے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے بچوں، بوڑھوں حتیٰ کہ خواتین تک کو تہہ تیغ کر دیا۔
>
> پروفیسر برہان الدین ربانی

ایک دشمن کے خلاف ایک تاریخی اور اسلامی انقلاب کا ایک ایسا آغاز ہے جو اب دنیا کی وسعتوں میں پھیلتا جائیگا جو افغانستان کی آزادی کے بعد تمام اسلامی ریاستوں کی آزادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

گذشتہ دس سالوں کے دوران روسی عریاں جارحیت کی وجہ سے جو محرومیاں ہمیں ملی ہیں۔ اگر ہم اپنے اس عظیم اسلامی انقلاب کا بغور جائزہ لیں۔ تو نتیجہ یہ ہی نکلے گا۔ کہ مجاہدین افغانستان کے جذبۂ ایمان کی لازوال طاقت نے کفر والحاد کی تمام تر قوتوں پر غلبہ پا کر ان کو تخت و تاراج کر دیا ہے۔ ہمارے جیالے مجاہدین گذشتہ نو سالوں سے مصائب و آلام سے گزر رہے ہیں۔ لیکن نتیجے میں روسیوں کی نام نہاد عظمت کے سحر کو توڑ دیا اور آج وہ ایک شکست خوردہ کی حیثیت سے دنیا کے سامنے ذلیل اور